يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

تقلید ائمہ

مولانا محمد اسمٰعیل سنبھلی

ناشر

(مولانا) معاذ الاسلام سنبھلی

قیام رہ چکا تھا۔ رسول خدا صلعم کی وفات کے بعد علوم و فنون کے مراکز تین تھے، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور کوفہ۔ مکہ میں صدر مدرس حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ، مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اور زید ابن ثابت رضؓ، اور کوفہ میں عبداللہ بن مسعود رضؓ تھے۔ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں کوفہ دار الخلافہ تھا اور یہاں پر چار ہزار سے زیادہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کے اور آٹھ سو سے زیادہ حضرت ابوہریرہ رضؓ کے شاگرد تھے۔

امام صاحب کی تربیت و تعلیم اس بڑے علمی مرکز کوفہ میں ہوئی۔ اس کے علاوہ علماء حرمین شریفین سے بھی برابر استفادہ فرماتے رہے۔ آپ کے شیوخ اور اساتذہ کی تعداد چار ہزار تک پہونچتی ہے۔ امام صاحب کے اساتذہ میں صحابہ کرام کے بعد اعلیٰ درجہ کے اہلِ علم و فضل تابعین عظام تھے۔

امام صاحب کے متعلق بشارت نبوی

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات نے امام ابوحنیفہ رضؓ کے بارے میں بشارت دی ہے۔ جس حدیث میں آپ نے فرمایا کہ علم اگر ثریا پر بھی ہوگا تو فارس کے کچھ لوگ ضرور حاصل کرلیں گے۔

اس حدیث ابوہریرہ رضؓ کو صحیح بخاری و مسلم اور دوسری کتب حدیث میں بھی روایت کیا گیا ہے۔ البتہ کچھ الفاظ کا اختلاف ہے۔

بعض جگہ لفظ دین اور بعض میں لفظ ایمان وارد ہوا ہے۔ اس کی پوری تفصیل محدث کبیر علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تبییض الصحیفہ میں تحریر فرمائی ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ روایت اصل کے اعتبار سے صحیح ہے اور بشارت و فضیلت کے باب میں معتمد علیہ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے امام صاحب کی منقبت میں کسی غیر معتمد حدیث کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہم بہت سے علماء نے تصریح کی ہے کہ حدیث "لو کان العلم بالثریا لتناولہ اناس من ابناء فارس" (مسند احمد ۲۹۶) کا اولین مصداق امام صاحب ہیں۔

امام صاحب تابعی تھے

علامہ ابن حجر مکیؒ نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے آٹھ صحابہؓ کا زمانہ پایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب میں تصریح کی ہے کہ حضرت امام صاحب نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے۔

حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ جب کوفہ میں تشریف لائے تو امام صاحب نے ان کو کئی بار دیکھا۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب مقتدائے غیر مقلدین نے باوجود تعصب اور مخالفت کے التاج المکلل میں رویت حضرت انسؓ کا اعتراف کیا ہے اور خطیب کی تاریخ بغداد سے اس کو نقل کیا ہے۔

الغرض بڑے سے بڑے محدثین نے رویتِ انسؓ کو تسلیم کیا ہے جو حدیث صحیح کے مطابق اور محققین و محدثین کے اصول پر بھی تابعی ہونے کے لیے کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ذہبی نے امام صاحب کو محدثین کے طبقۂ خامسہ میں ذکر کیا ہے اور تقریب میں ان کو طبقۂ سادسہ میں ذکر کرنے کو لغزشِ قلم قرار دیا ہے۔

نیز حافظ موفق نے "مناقب الامام" میں اپنی سند سے بھی امام ابو یوسف کے واسطے سے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"الدال علی الخیر کفاعلہ واللہ یحب اغاثۃ اللہفان"

یعنی جو شخص نیکی کا راستہ بتلائے وہ بھی نیکی کرنے والے کے برابر اجر و ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالے مظلوم اور مصیبت زدہ کی مدد و فریاد رسی کو پسند فرماتے ہیں۔

"ہدیۃ المہدی" جلد دوم میں مولانا وحید الزماں پیشوائے غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ تابعی وہ ہے جو کسی صحابی سے حالتِ ایمان میں ملا ہو، لہٰذا ابو حنیفہؒ بھی اس لحاظ سے "تابعین" میں سے ہیں کیونکہ انھوں نے حضرت انسؓ صحابی کو دیکھا ہے جس کو ابن سعد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح فتاوٰی حافظ ابن حجر میں بھی تصریح ہے کہ امام صاحب نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھے، لہٰذا وہ طبقہ تابعین میں سے تھے اور یہ فضیلت کسی کو آپ کے سوا ائمہ امصار میں سے حاصل نہ ہوئی۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی نے "الخیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ

امام صاحب اجل تابعین میں سے تھے جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ و اعد لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا ابدًا ذٰلک الفوز العظیم۔

اور جن لوگوں نے نیک کرداری میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔ اور اس نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے ندیاں بہہ رہی ہونگی، ان میں یہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

امام صاحبؒ کا علم

حضرت حمادؒ کے درس میں امام صاحب کے سوا کوئی اور استاد کے سامنے نہ بیٹھتا تھا۔ دس برس ان کی خدمت میں رہے تھے۔ ایک دفعہ اپنی جگہ امام صاحب کو بٹھا کر حضرت حمادؒ باہر گئے۔ اس عرصہ میں امام صاحب لوگوں کے سوالات کا جواب دیتے رہے جن میں وہ مسائل بھی آئے جو استاد سے نہ سنے تھے۔ استاد کی واپسی پر وہ سب مسائل ان کی خدمت میں پیش کیے جن کی تعداد ساٹھ تھی استاد نے چالیس سے اتفاق کیا اور بیس سے اختلاف، تب امام صاحب نے قسم کھائی کہ ساری عمر خدمت میں حاضر رہوں گا چنانچہ استاد کی وفات تک ساتھ ہی رہے۔ کل زمانہ رفاقت

اٹھارہ سال ہوا حضرت حماد کے صاحب زادہ اسماعیل نے بیان کیا ہے
کہ ایک مرتبہ والد صاحب سفر میں گئے اور کچھ دن باہر رہے۔ واپسی پر
میں نے دریافت کیا ابا جان آپ کو سب سے زیادہ کس کو دیکھنے کا
شوق تھا؟ فرمایا ابو حنیفہ کو دیکھنے کا۔ اگر یہ ہو سکتا کہ میں کبھی نگاہ
ان کے چہرے سے نہ اٹھاؤں تو یہی کرتا۔

عبادت و ورع

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ میں نے کوفہ پہنچ کر
پوچھا کہ کوفہ والوں میں سب سے زیادہ پارسا کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ
ابو حنیفہ۔ ان ہی کا یہ بھی قول ہے کہ حالانکہ کبھی دروں سے، کبھی مال
دولت سے ان کی آزمائش کی گئی مگر میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ پارسا
کسی کو نہیں پایا۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ ہمارے وقت میں کوئی آدمی مکہ میں
ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں قیام مکہ کے زمانہ میں رات کی جس ساعت
میں طواف کو گیا ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کو طواف میں مصروف پایا۔

ابو عاصم کا قول ہے کہ کثرت نماز کی وجہ سے ابو حنیفہ کو لوگ میخ کہنے
لگے تھے۔

شب بیداری اور قرآن خوانی

یحییٰ بن ایوب الزاہد کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ رات کو نہیں سوتے
تھے۔

اور اسد بن عمرو کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ جس مقام پر وفات ہوئی ہے وہاں امام صاحب نے سات ہزار قرآن ختم کیے تھے۔

ابو الجویریہ کا قول ہے کہ میں نے کسی کو ابو حنیفہ سے بہتر شب بیدار نہیں پایا۔ مہینوں ان کی صحبت میں رہا لیکن ایک رات بھی ان کو پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔

مسعر بن کدام نے بیان کیا کہ میں ایک رات مسجد میں گیا تو کسی کے قرآن پڑھنے کی دل کش آواز سنی جو دل میں اتر گئی۔ وہ پڑھتے ہی رہے یہاں تک کہ پورا قرآن مجید ایک رکعت میں ختم کر دیا۔ دیکھا تو وہ ابو حنیفہ تھے۔

خارجہ ابن مصعب کا قول ہے کہ خانہ کعبہ میں چار اماموں نے پورا قرآن پڑھا ہے۔

حضرت عثمان رضہ، تمیم داری رضہ، سعید بن جبیر رضہ اور امام ابو حنیفہ نے (قاسم بن معن کا بیان ہے کہ ایک رات ابو حنیفہ رہ نے نماز میں یہ آیت پڑھی:

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۝	بلکہ قیامت ان کا وعدہ گاہ ہے، اور قیامت بہت سخت اور نہایت تلخ ہے۔

تمام رات اسی کو دہراتے رہے اور شکستہ دل سے روتے رہے۔

جود و سخا اور امدادِ مستحقین

امام صاحب ہر شخص کی التجا و آرزو پوری کرتے تھے۔ سب کے ساتھ احسان کرتے تھے۔ ہاں تجارت بغداد بھیجتے اس کی قیمت کا مال کو فہ سے

منگواتے، سالانہ منافع جمع کر کے شیوخ محدثین کے لیے ضرورت کی اشیاء خریدتے، خوراک لباس وغیرہ جملہ ضروریات کا انتظام کرتے اور نقد بھی دیتے۔

امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ امام صاحب ہر سائل کی حاجت کو پورا کیا کرتے تھے۔

وکیع کا قول ہے کہ واللہ ابو حنیفہ بڑے امین تھے۔ اللہ کی جلالت و کبریائی ان کے دل میں بھری ہوئی تھی۔ اور کہا کہ امام صاحب اپنے بال بچوں کے لیے کپڑا بناتے تو اس کی قیمت کے برابر صدقہ کرتے اور جب خود نیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کے برابر شیوخ علماء کے لیے لباس تیار کراتے۔ جب کھانا سامنے آتا تو اول اپنی خوراک کی مقدار سے دوگنا نکال کر کسی محتاج کو دیتے۔

امام اعظمؒ ثقہ، صدوق اور جید الحافظ تھے

امام صاحب کے ثقہ، صدوق اور جید الحافظ ہونے کے متعلق اور آپ کی توثیق و تعدیل کے بارے میں بکثرت نقادِ فن اور کبار محدثین انصاف پسند حضرات نے بہت کچھ بیان کیا ہے۔ یہاں ہم مختصر طور پر چند اکابر کے نام نامی اور ان کی عبارت نقل کرتے ہیں:-

(۱) یحییٰ بن معین مشہور محدث اور فن رجال کے متبحر عالم تھے، امام بخاریؒ وغیرہ کے استاد ہیں، جن کے بارے میں امام بخاری رہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو سوائے یحییٰ بن معین کے کسی کے سامنے حقیر نہیں سمجھا۔ انھوں نے امام صاحب کی اعلیٰ درجہ کی تعدیل و توثیق فرمائی

ہے :-

ابو المؤید امام موفق بن احمد مکی نے "مناقب الامام الاعظم" ص ۱۹۲ ، ج ۱ میں مع السند یہ روایت نقل کی ہے :-

انبأنا احمد سمعت یحییٰ ابن معین یقول وھو یسئل عن ابی حنیفۃ أثقۃ ھو فی الحدیث، فقال نعم ثقۃ ثقۃ کان واللہ اورع من ان یکذب وھو اجل قدراً من ذلک۔ (مناقب الامام ص ۱۹۲ ج ۱)

احمد رح نے بتایا کہ میں نے یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے سنا کہ ان سے امام ابو حنیفہ رح کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ حدیث میں ثقہ تھے ؟ تو جواباً انھوں نے فرمایا کہ ہاں وہ ثقہ اور قابل اعتماد تھے۔ اللہ کی قسم وہ جھوٹ سے بالاتر تھے۔

وقال احمد فی روایۃ احمد ابن عطیۃ عنہ وقد سئل ھل حدیث سفیان عن ابی حنیفۃ رح قال نعم کان ابو حنیفۃ ثقۃ صدوقاً فی الحدیث والفقہ مأموناً علی دین اللہ۔

احمد رح نے امام ابو حنیفہ رح کے بارے میں احمد بن عطیہ کا قول نقل کیا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا امام ابو حنیفہ رح کے متعلق سفیان کی کوئی روایت ہے۔ فرمایا ہاں، ابو حنیفہ حدیث و فقہ میں ثقہ اور سچے تھے اور اللہ کے دین پر قابل اعتماد تھے۔ عله

وقال یحییٰ بن معین اصحابنا یفرطون فی ابی حنیفۃ واصحابہ

یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ ہمارے آدمی امام ابو حنیفہ رح اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں زیادتی سے

[illegible]

فقيل له أكان يكذب قال أنبل من ذلك

کام لیتے ہیں۔ ان سے کسی نے کہا کہ کیا وہ جھوٹ بولتے تھے؟ فرمایا وہ اس سے بالاتر تھے۔

مختصر تاریخ خطیب بغدادی میں ابن جزلہ حکیم بغدادی لکھتے ہیں،[ـــه]

قيل له (ابن يحيى بن معين) اكان ابوحنيفة يكذب قال كان انبل من نفسه من الكذب وقال مرة اخرى ابوحنيفة عندنا من اهل الصدق ولم يتهم بالكذب وقال مرة كان ابوحنيفة ثقة لا يحدث بالحديث الا بما يحفظ وعنه ايضا وقد سئل عن ابي حنيفة أثقة هو في الحديث قال نعم ثقة ثقة والله اورع من ان يكذب وهو اجل قدرا من ذلك. و عنه وقيل له هل حديث سفيان عن ابي حنيفة

یحییٰ بن معین سے کسی نے کہا کہ کیا ابوحنیفہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ فرمایا کہ وہ جھوٹ سے بالاتر تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا ابوحنیفہ ہمارے نزدیک سچے تھے ان پر کبھی بھی جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی۔ دوسری مرتبہ فرمایا کہ ابوحنیفہ ثقہ تھے جب تک کوئی حدیث انہیں اچھی طرح محفوظ نہیں ہوتی تھی ہرگز بیان نہیں فرماتے تھے۔

ان سے ایک مرتبہ ابوحنیفہ رح کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ حدیث میں ثقہ تھے فرمایا ہاں وہ معتبر اور ثقہ تھے۔ اللہ کی قسم وہ جھوٹ سے بہت پرہیز کرنے والے اور جھوٹ سے بالاتر تھے۔

ان سے کہا گیا کیا سفیان رح سے ابوحنیفہ رح کے بارے میں کچھ منقول ہے

ـــه علامہ حکیم ابن جزلہ کی مختصر تاریخ بغداد نایاب ہے۔ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ یہ عبارت اس سے لی گئی ہے ۱۲

قال نعم كان ابوحنيفة ثقة صدوقا في الحديث و الفقه، مامونا على دين الله عز وجل۔ (خيرات الحسان ص۳)

فرمایا ہاں ابوحنیفہ حدیث و فقہ میں ثقہ اور سچے تھے اور اللہ کے دین کے بارے میں قابل اعتماد تھے۔

اور عمدۃ القاری ص[illegible] ج۳، اور نہایہ شرح ہدایہ میں ہے:۔

سئل ابن معين عنه فقال ثقة ما سمعت احدا ضعفه

ابن معینؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا وہ ثقہ تھے، میں نے کسی کو ان کی تضعیف کرتے نہیں سنا۔

یحییٰ ابن معین کا یہ فرمانا کہ میں نے کسی سے امام ابوحنیفہؒ کی تضعیف نہیں سنی اعلیٰ درجہ کی تعدیل اور توثیق ہے جس کی تائید تہذیب الکمال ص[illegible] سے بخوبی ہوتی ہے۔ اس میں ہے:۔

وقال ابن يحيى بن معين مرة كان ابوحنيفة عندنا من اهل الصدق وهكذا في مختصر التاريخ للخطيب البغدادي۔

ایک مرتبہ یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ ہمارے نزدیک سچے ہیں۔ خطیب بغدادی کی مختصر التاریخ میں بھی یہی ہے۔

چونکہ ابن معین امام جرح ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ ثقہ و صدوق ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: "ما سمعت احدا ضعفه"۔

(۲) شعبہ بن الحجاج متوفی ۱۶۰ھ، یہ ائمہ صحاح کے اعلیٰ رواۃ میں سے

ہیں۔ سفیان ثوری ان کو امیر المومنین فی الحدیث کہا کرتے تھے۔ انھوں نے امام ابو حنیفہ کی توثیق کی ہے بلکہ جید الحفظ کہا ہے۔ خیرات الحسان ص۳۲ میں ہے:

قال شعبۃ کان (ابو حنیفۃ) حسن الفھم، جید الحفظ الخ۔ — شعبہ نے فرمایا امام ابو حنیفہ رح بہت سمجھدار اور جید الحافظ تھے۔

اور عقود الجواہر المنیفہ ص۳ میں حافظ موصلی کی کتاب تہذیب الکلام[1] سے نقل کیا ہے:

کان شعبۃ حسن الرأی فی ابی حنیفۃ الخ۔ — حضرت شعبہ امام ابو حنیفہ رح کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

وکذا فی مختصر جامع بیان العلم وفضلہ للحافظ ابن عبد البر ص۱۹۳۔

جب حضرت شعبہ سے امام صاحب کے متعلق دریافت کیا جاتا تو وہ ان کی بہت زیادہ تعریف و توصیف کیا کرتے تھے اور ہر سال نیا تحفہ ان کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے (موفق ص۳۴ ج۲) اور فرمایا کرتے تھے کہ جن لوگوں نے ان پر تشنیع کی ہے واللہ وہ خدا کے یہاں اس کا نتیجہ دیکھیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے خوب واقف ہے (خیرات ص۳۲)

حضرت شعبہ کے پاس امام ابو حنیفہ کی خبر وفات آئی تو انا للہ پڑھا اور فرمایا آج کوفہ سے علم کا چراغ گل ہو گیا اور اب اہل کوفہ کو قیامت تک اس کی نظیر نہ ملے گی۔ (خیرات الحسان ص۲۹)

(۳) عبد اللہ ابن مبارک، یحییٰ ابن معین اور امام احمد ابن حنبل رح کے

---

[1] تہذیب الکلام نایاب کتاب ہے۔ اس کا قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ اسی سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے ۱۲

استاد ہیں جن کو امام مہدی نے

لم یکن فی زمانہ اطلب للعلم منہ۔	ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ علم کا طلبگار کوئی نہیں تھا۔

فرمایا ہے یہ تمام محدثین کے شیخ اعظم ہیں۔ ان کی تعریف میں محدثین نے دفتر کے دفتر لکھے ہیں۔ باتفاق مورخین اس شیخ اعظم نے دنیائے حدیث کے گوشہ گوشہ میں جا کر لاکھوں روپیہ اسفار پر خرچ کر کے اس دور خیر القرون کے ایک ایک محدث سے حدیثیں حاصل کی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاکھوں حدیثیں ان کو زبانی یاد تھیں۔ وہ جب امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئے تو اخیر تک آپ سے جدا نہ ہوئے امام بخاریؒ نے سب سے پہلے ان ہی عبداللہ بن مبارک کی کتابیں یاد کی تھیں۔ آپ (عبداللہ بن مبارک) امیر المومنین فی الحدیث فن حدیث کے رکن اعظم اور ائمہ کبار میں سے ایک امام ہیں۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ان کی روایات سے سینکڑوں احادیث موجود ہیں۔ امام صاحب کے مخصوص شاگردوں میں ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنے رسالہ رفع یدین میں فرمایا ہے کہ ابن مبارک اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ یہ ہیں امام عبداللہ بن مبارک جو امام ابوحنیفہؒ کی تعدیل فرماتے ہیں۔

وذکر الامام النسفی باسنادہ	امام نسفیؒ نے احمد بن محمد بغدادی سے
عن احمد بن محمد البغدادی	سند کے ساتھ ذکر کیا کہ میں نے یحیی بن
قال سألت یحیی بن معین	معین سے ابوحنیفہ کے متعلق سوال کیا تو
عنہ فقال عدل ثقۃ ما ظنک	فرمایا کہ وہ عادل اور ثقہ تھے ان کے
بمن عدلہ ابن المبارک و	متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کی تعدیل

وکیع و مناقب الامام اعظم للامام کردری ص۱۹	ابن مبارک اور وکیع نے کی ہو (امام کردری کی مناقب الامام اعظم ص۱۹)
عن یحییٰ بن معین قال کان وکیع جید الرأی فیہ رأی فی ابی حنیفۃ ویفتی بہ عن ابن مبارک قال غلب علی الناس بالحفظ والفقہ والعلم والصیانۃ والدیانۃ وشدۃ الورع الخ	یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں وکیعؒ کی رائے بہت عمدہ تھی نیز ابن مبارکؒ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ نے اپنے حفظ، فقہ، علم، احتیاط، دیانت اور اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کی وجہ سے سب پر غلبہ پایا۔

اور حافظ وکیع بن جراح امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے استاد ہیں۔ جن کی مدح میں امام احمدؒ فرماتے ہیں۔

ما رأیت اوعیٰ منہ ولا احفظ	میں نے ان سے زیادہ یاد رکھنے والا حافظ کسی کو نہیں دیکھا۔

اور عبداللہ بن مبارک یحییٰ بن معینؒ اور امام احمدؒ کے استاد ہیں جن کو امام مہدی نے

لم یکن فی زمانہ اطلب العلم منہ	ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ علم کا طالب کوئی نہیں تھا۔

فرمایا ہے۔

پس جب ایسے ایسے اعلیٰ درجہ کے حافظ ثقہ ماہرین فن حدیث امام ابوحنیفہؒ کو حافظ فرماتے ہیں اور ان کی تعدیل کرتے ہیں تو اب کسی معترض حاسد کو اعتراض کا کیا موقع ہے۔

(۴) وکیع بن جراح امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے استاد ہیں جن کی مدح میں امام احمدؒ فرماتے ہیں ما رأیت اوعی منہ ولا احفظ مشہور محدث کبیر امام بخاریؒ کے شیوخ کبار میں سے تھے۔ انہوں نے امام صاحب کی تعدیل فرمائی ہے۔ ایک مرتبہ ان کی مجلس میں کوئی حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون بہت مشکل تھا، وہ کھڑے ہو گئے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اب ندامت سے کیا فائدہ، وہ شیخ یعنی ابو حنیفہؒ اب کہاں ہیں جن سے یہ اشکال حل ہو جاتا۔ (کردری)

(۵) علی بن المدینیؒ اتنے بڑے امام ہیں کہ جن کی شاگردی امام بخاریؒ، امام ابوداؤدؒ اور ذہبیؒ جیسے کبار محدثین نے کی ہے۔ تذکرۃ الحفاظ میں ہے ابو حاتم نے کہا ہے

كان علي بن المديني علما في الناس في معرفة الحديث والعلل	علی ابن مدینی فن حدیث اور علل میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

اور امام بخاریؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

ما استصغرت نفسي عند احد الا عند علي بن المديني	میں نے علی ابن مدینی کے سوا کسی کے سامنے اپنے کو کمتر نہیں جانا۔

انہوں نے امام صاحب کی توثیق کی ہے۔

(عقود الجواہر المنیفہ ص، خیرات الحسان ص)

اور ابن عبد البر کی کتاب جامع بیان العلم وفضلہ کے ص ۱۴۹ میں ہے
قال ابن المديني ابو حنيفة روى عنه الثوري وابن المبارك وحماد بن زيد وجعفر بن عون وهو ثقة لا بأس به

یعنی ابوحنیفہؒ سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشام وکیع، عباد بن العوام اور جعفر بن العون نے روایت حدیث کی ہے۔ اور وہ ثقہ ہیں، ان میں کوئی عیب نہیں، یہ سب کے سب مقتدائے محدثین اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ ہیں۔

(۶) سفیان ثوریؒ، یہ نہایت عظیم المرتبت شخص ہیں جن کی شان میں شعبہ نے کہا ہے کہ احفظ منی اور خطیب نے کہا ہے۔

كان الثوري إماماً من أئمة المسلمين وعلماً من أعلام الدين مجمعاً على إمامته مع الإتقان والضبط والحفظ والمعرفة والزهد والورع	امام ثوریؒ مسلمانوں کے ایک بڑے امام تھے، اور دین کے نشانوں میں سے ایک نشان تھے، ان کی امامت، پختگی، ضبط، حفظ، معرفت، زہد اور تقویٰ پر علماء کا اتفاق ہے۔

(خلاصہ ص۱۴) انھوں نے امام صاحب کو صحیح حدیث کا سیکھنے والا ثقات کی حدیثوں کو طلب کرنے والا ناسخ و منسوخ کا بڑا پہچاننے والا فرمایا ہے۔ مناقب کردری جلد۱ اور خیرات الحسان ص۳۲ میں ہے۔

كان والله شديد الأخذ للعلم لا يأخذ إلا ما صح عنه صلى الله عليه وسلم شديد المعرفة بالناسخ والمنسوخ وكان يطلب أحاديث الثقات والآخر من فعله صلى الله عليه وسلم	امام سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم وہ علم کے بہت زیادہ حاصل کرنے والے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو روایت صحیح ہوتی صرف اسی کو اختیار فرماتے اور ناسخ و منسوخ کی پہچان میں قوی تر تھے اور وہ قابل اعتماد حضرات کی روایت اور حضور اکرمؐ کے آخری عمل کے بہت زیادہ متلاشی رہا کرتے تھے۔

وہذا ورثت عامۃ علماء	اتباع حق میں اکثر علماء کوفہ کی رائے کو
الکوفۃ فی اتباع الحق	قبول کرتے اور ترجیح دیتے اور اپنا
اخذ بہ وجعلوہ دینہ	مسلک قرار دیتے تھے)

باوجودیکہ سفیان ثوری امام صاحب کے معاصر تھے اور باہم تھوڑی بہت چھیڑ بھی رہا کرتی تھی مگر امام عالی مقام کے فضائل جو مثل آفتاب کے روشن تھے نہ چھپا سکے اور صاف لفظوں میں امام صاحب کے فضائل کا اقرار کیا اور حق پسند اہل انصاف لوگ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ امام سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ علم حدیث کے اخذ میں غیر معمولی طور پر محتاط تھے جن کو روایت کرنے والے ثقہ ہوتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیتے تھے باوجود اس کے بعض لوگوں نے ان پر تشنیع کی۔ خدا انہیں اور ہمیں بخشدے۔

اگر سفیان ثوریؒ کے پاس کوئی شخص جاتا اور کہتا کہ میں ابوحنیفہؒ کے پاس سے آیا ہوں تب فرماتے کہ تم ایسے شخص کے پاس سے آتے ہو کہ روئے زمین پر اس جیسا فقیہ وعالم نہیں۔ (الخیرات الحسان)

حضرت سفیان ثوری سے جب کوئی دقیق مسئلہ دریافت کیا جاتا تو فرماتے کہ اس مسئلہ میں کوئی عمدہ تقریر نہیں کر سکتا سوائے اس شخص کے جس پر ہم لوگ حسد کرتے ہیں (یعنی ابوحنیفہ) پھر امام صاحب کے شاگردوں سے دریافت کرتے کہ اس مسئلہ میں تمہارے استاد کا کیا قول ہے اور وہ جو جواب دیتے اسی کو یاد کرکے اسی کے موافق فتویٰ دیتے تھے۔ (موفق کردری)

(۷) اسرائیل بن یونس صحاح ستہ کے راوی ہیں جن کے متعلق

امام احمدؒ نے فرمایا ہے ثقۃ ثبت۔ تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اسماعیل ابن یونس سے خلق کثیر نے حدیث کی اور ان کے حافظہ پر امام احمدؒ تعجب کیا کرتے تھے انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کو بہت بڑا حافظ حدیث کہا ہے۔ "تبییض الصحیفہ ص۱۱" اور خیرات الحسان ص۳۲ میں ہے۔

روی الخطیب عن اسماعیل ابن یونس انہ قال نعم الرجل نعمان کان احفظہم لکل حدیث فیہ فقہ و اشدہم فحصا عنہا و اعلمہم بما فیہ من الفقہ

خطیب نے اسماعیل بن یونس سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا نعمان (امام ابو حنیفہ) بہترین شخص تھے وہ خاص طور پر فقہی احادیث کے بہت بڑے حافظ اور جویاں تھے اور احادیث کے مسائل فقہ سے بہت زیادہ واقف تھے

(۸) یزید بن ہارونؒ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور علی ابن المدینی اور امام احمد بن حنبلؒ کے استاد ہیں۔ امام احمدؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

کان حافظاً متقناً — وہ حدیث کے حافظ اور ماہر تھے

اور امام عجلی نے کہا ہے ثقۃ ثبت اور ابو حاتمؒ نے کہا ہے امام لا یسئل عن مثلہ

(خلاصہ ص۴۳۲)

یزید بن ہارون اپنے زمانہ کے امام کبیر اور ثقہ محدث تھے اور امام اعظمؒ امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ کے شاگرد تھے انہوں نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ حافظ حدیث ہیں۔ ذہبی "تذکرۃ الحفاظ" ص۱۵۲

ہیں اور سیوطی تبییض الصحیفہ ص۱۳ میں لکھتے ہیں۔

سئل یزید بن ھارون ایّما افقہ الثوری او ابوحنیفۃ فقال ابوحنیفۃ افقہ و سفیان احفظ	یزید بن ہارون سے کسی نے دریافت کیا کہ ثوری بڑے عالم تھے یا ابوحنیفہؒ تو جواب دیا کہ ابوحنیفہ فقہ کے بڑے عالم تھے اور ثوری حدیث کے۔

افقہ اور احفظ اسم تفضیل کے صیغے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ دونوں فقیہ اور حافظ حدیث تھے مگر ابوحنیفہ افقہ اور حافظ تھے اور سفیان ثوری فقیہ اور احفظ تھے۔ پس امام ابوحنیفہ کا حافظ حدیث ہونا یزید بن ہارون کے کلام سے بھی ثابت ہوا۔ یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے زمانہ میں ان کا نظیر تلاش کیا گیا مگر نہ ملا اور فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب اعلم الناس ہیں۔ (مناقب موفق)

اور فرماتے ہیں کہ میں نے ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا لیکن خدا کی قسم میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ کسی کو ورع حافظ اور عقل میں نہیں پایا۔ (حدائق ص۹۹)

ایک روز یزید بن ہارون کی مجلس میں یحییٰ بن معین علی بن المدینی اور امام احمدؒ وغیرہ موجود تھے کہ ایک شخص نے آکر ایک مسئلہ دریافت کیا فرمایا کہ اہل علم کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو۔ ابن المدینی نے کہا کہ کیا آپ اہل علم نہیں ہیں آپ تو حدیث کے عالم ہیں۔ فرمایا نہیں۔ اہل علم اصحاب ابی حنیفہ ہیں تم تو عطار ہو۔ (موفق ص۲۶)

(۹) حافظ عبدالبرؒ کہ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی توثیق نقل

کی ہے اور تمام عیوب سے آپ کی تبری ظاہر کی ہے۔ (خیرات حسان ص...)

اور عقود الجواہر المنیفہ ص... میں ہے۔

قال ابو عمر و یوسف بن عبد البر الذین رووا عن ابی حنیفۃ و وثقوہ واثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ والذین تکلموا فیہ من اھل الحدیث اکثر ما عابوا علیہ الاغراق فی الرأی والقیاس وقد مر ذالک لیس بعیب

ابو عمرو یوسف ابن عبد البر نے فرمایا جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی اور ان کی تعریف و توثیق کی ہے اُن کی تعداد اُن لوگوں سے کہیں زیادہ ہے جنہوں نے امام صاحب پر کچھ کلام کیا ہے اور جنہوں نے بھی امام صاحب پر زیادہ سے زیادہ اغراق رائے اور قیاس کا الزام لگایا ہے جو عیب نہیں ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور یہ بھی خیرات الحسان ص۳۲ میں ہے۔

قال الحافظ ابو عمر و یوسف ابن عبد البر بعد کلام ذکرہ واھل الفقہ لا یلتفتون من طعن علیہ ولا یصدقون بشیء من السوء ینسب الیہ

حافظ ابو عمرو یوسف ابن عبد البر نے امام صاحب کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ فقہاء ان لوگوں کی جانب بالکل التفات نہیں فرماتے جنہوں نے امام صاحب پر کوئی طعن کیا ہے اور امام صاحب کی جانب منسوب کی جانے والی کسی (برائی) کی تصدیق نہیں کرتے۔

ملاحظہ فرمائیے ابن عبد البر صاف لفظوں میں امام صاحب کی توثیق نقل فرما رہے ہیں اور تمام عیوب سے ان کی تبری ظاہر کرتے ہیں اور حافظ ابن عبد البر نے جامع بیان العلم و فضلہ میں یحییٰ بن معین

شعبہ اور حافظ موصلی ازدی اور علی بن المدینی وغیرہم سے امام صاحب کی توثیق و تعدیل نقل کر کے وہ عبارت یعنی الذین رووا عن ابی حنیفۃ ووثقوہ الخ لکھی ہے. ملاحظہ ہو مختصر جامع بیان العلم و فضلہ صفحہ ۱۹۳. اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن عبدالبر کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ ثقہ ہیں۔

(۱۰) عیسیٰ ابن یونس مشہور محدث تھے اور امام صاحب کے حدیث و فقہ میں شاگرد تھے۔ انہوں نے تمام عیوب سے امام صاحب کی براۃ ظاہر کی ہے۔ مناقب کردری صفحہ ۲۴۳ میں ہے۔

قال عیسیٰ ما تکلم فیہ
رای فی ابی حنیفۃ بسوء
ولا نصدق احدا یسیء القول
فیہ واللہ ما رأیت افضل
منہ ولا اورع ولا افقہ
کذالک فی الخیرات

عیسیٰ نے فرمایا کسی شخص نے بھی امام
ابوحنیفہ کی برائی نہیں کی اور برائی کرنے
والے کی تصدیق نہیں کرتے اللہ کی قسم میں نے
ان سے افضل اور متقی کسی کو نہیں دیکھا
ایسا ہی خیرات الحسان میں ہے

(۱۱) حسن بن صالح صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ امام معین اور امام نسائی نے لکھا ہے کہ حسن بن صالح ثقہ ہیں اور ابوزرعہ نے کہا ہے

اجتمع فیہ حفظ واتقان وفقہ وعبادۃ (خلاصہ صفحہ ۷۷)

ان میں حسب ذیل صفات جمع تھیں حفظ مہارت فی العلم فقہ عبادت

یہ حسن بن صالح امام ابوحنیفہ کو حدیث میں اہل کوفہ کا عارف اور حافظ کہتے ہیں۔ خیرات الحسان صفحہ ۳۲ میں ہے۔

وعن الحسن بن صالح انہ

حسن بن صالح سے مروی ہے کہ امام

ابا حنيفة كان شديد الاتباع لما كان الناس عليه حافظاً لما وصل الى اهل بلده

ابوحنیفہ جمہور کے مسلک کی پیروی میں نہایت سخت اور ان کی احادیث کے حافظ تھے۔

حسن بن صالح کوفی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ناسخ ومنسوخ حدیث کی تلاش میں بہت مصروف رہتے تھے اور اس حدیث پر عمل کرتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ان کو ثابت ہوتی تھی اور اہل کوفہ کی حدیث وفقہ کے صرف عارف ہی نہیں تھے بلکہ اپنے شہر کوفہ کے لوگوں کی معمول بہا احادیث کا نہایت سختی سے اتباع کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح قرآن وحدیث میں ناسخ ومنسوخ آیات ہیں اسی طرح احادیث میں بھی ناسخ منسوخ ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی کے اعمال کے حافظ تھے۔

(موفق ص۸۹)

(۱۲) عبداللہ بن داؤد: آپ نے امام ابوحنیفہؒ کے حفظ سنن وفقہ کی تعریف کی ہے۔ تبییض الصحیفہ ص۱۲ اور مناقب موفق ص۳۱ میں ہے۔

روى محمود بن سعد الكاتب قال سمعت عبد الله بن داؤد الخريبي يقول يجب على اهل الاسلام ان يدعوا الله لابي حنيفة في صلاتهم قال وذكر

محمد بن سعید کاتب نے فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی کو فرماتے ہوئے سنا کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہؒ کے لئے دعا کریں اور بزرگوں نے آپ کے حفظ حدیث وفقہ کا ذکر کیا۔

حفظہ علیہم السنن و الفقہ و نحو ذالک فی الحیوات — یہ بھی مضمون خیرات الحسان صـ میں بھی ہے۔
(الحسان صـ۳۹)

فرماتے ہیں جب کوئی آثار یا احادیث کا قصد کرے تو اس کے لئے سفیان ہیں اور جب آثار یا احادیث کی باریکیوں کو معلوم کرنا چاہے تو امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ (حدائق حنفیہ)

(۱۳) عبداللہ بن یزید المقری، صحاح ستہ کے راوی ہیں امام بخاری امام احمد اور اسحاق بن راہویہ نے بھی ان سے روایت کی ہے امام نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۳۶۷ میں ان کو امام المحدثین شیخ الاسلام لکھا ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حدیثہ عال فی القطعیات

انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی تعریف کی ہے۔ وہ اپنے تلامذہ کو امام صاحب کی حدیث سننے کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ مناقب للموفق ابن احمد صـ۴۳ اور تبییض الصحیفہ صـ۲۲ میں ہے عن عبداللہ ابن یزید قال حدثنا ابوحنیفہ ثم مروان اور دوسری روایت یہ ہے۔ وکان اذا حدثنا عن ابی حنیفہ قال حدثنا شاھنشاہ نیز فرماتے تھے جو لوگ امام ابوحنیفہؒ کے فضل و تقدم کو نہیں جانتے وہ زندہ نہیں مردہ ہیں۔ (الانتصار)

(۱۴) خود امام ابوحنیفہؒ نے اپنے جودت حفظ کی تعریف و توصیف کی ہے۔ موفق ابن احمد کی مناقب امام اعظمؒ صـ۴۵ اور سیوطی تبییض الصحیفہ صـ۱۳ میں لکھتے ہیں۔

فجلست الی حماد فکنت اسمع مسائله فاحفظها ثم یعیدها من الغد فاحفظها ثم یعیدها من الغد واحفظها ویخطئ اصحابه فقال لا یجلس فی صدر الحلقة بحذائی غیر ابی حنیفة فصحبته عشر سنین الخ

میں حضرت حماد کے درس میں بیٹھا اور ان کے بیان کردہ مسائل غور سے سن کر یاد کر لیتا تھا وہ ان کو دوسرے دن دہراتے میں پھر یاد کر لیتا۔ تیسرے دن ان کو دوہرایا کرتے اور میں یاد کر لیتا تھا جبکہ ان کے دوسرے شاگرد غلطیاں کرتے تھے اس لئے انہوں نے فرمایا کہ صدر حلقہ میں میرے سامنے ابوحنیفہ کے سوا کوئی نہ بیٹھا کرے اور صحبت میں ان کی خدمت میں دس سال رہا۔

اور ابن حجر مکی شافعی خیرات الحسان ص۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں:

جلس ابو حنیفة فی حلقة حماد فکان یحفظ جمیع ما یقوله ویخطئ اصحابه فاجلسه بحذائه فی صدر الحلقة عشر سنین

حضرت حماد کے درس علم میں امام ابوحنیفہؒ شرکت کرتے اور ان کی ساری تقریر کو یاد کر لیتے تھے۔ اور ان کے ساتھی غلطی کیا کرتے، چنانچہ حضرت حمادؒ نے امام صاحبؒ کو اپنے سامنے صدر مجلس پر دس سال تک بٹھایا۔

دیکھئے امام ابوحنیفہؒ کی جودت حافظہ نے آپ کے استاد حمادؒ کے دل میں ایسا گھر کر لیا کہ دس برس تک بجز آپ کے دوسرے شاگرد کو صدر حلقہ میں بیٹھنے کی آپ کے استاد نے اجازت ہی نہیں دی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کس قدر جید الحافظہ تھے۔

(۱۵) حافظ ابو الحجاج جو امام فن رجال ہیں۔ انہوں نے امام ابو حنیفہ کی توثیق کی ہے۔ چنانچہ تہذیب الکلام ص۱۷ میں کہتے ہیں۔

قال محمد بن سعید العوفی سمعت یحیی بن معین یقول کان ابو حنیفۃ ثقۃ فی الحدیث لا یحدث الا بما یحفظہ۔	محمد بن سعید عوفی نے فرمایا کہ یحیی بن معین فرماتے تھے کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔ صرف اسی حدیث کو بیان کرتے تھے جو ان کو اچھی طرح محفوظ ہوتی تھی۔
وقال صالح بن الاسدی الحافظ سمعت یحیی بن معین یقول ابو حنیفۃ ثقۃ فی الحدیث وعنہ قال لا باس بہ وقال مرۃ کان ابو حنیفۃ عندنا من اہل الصدق۔	صالح بن الاسدی الحافظ نے فرمایا کہ یحیی بن معین فرماتے تھے کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ ہیں۔ انہوں نے امام صاحب کے لئے کہیں لا باس بہ (کہ ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں) کا لفظ استعمال کیا اور کہیں فرمایا امام ابو حنیفہ ہمارے نزدیک اہل صدق میں سے ہیں۔

(۱۶) علامہ ذہبی نقاد فن ہیں۔ انہوں نے صاف لفظوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کی ہے۔ چنانچہ تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں۔

نوٹ: کتاب تہذیب الکلام جس کا قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ ایک معتبر اور مستند کتاب ہے کہ صاحب کشف الظنون نے صفحہ ۳۲ میں اس کے بارے میں لکھا ہے۔ وھو کتاب کبیر لم یؤلف مثلہ ولا یظن ان یستطاع

قال صالح بن محمد جزرة وغيره سمعنا يحيى بن معين يقول ابو حنيفة ثقة في الحديث وروى محمد بن سعد عن ابن معين لا باس به

صالح بن محمد نے فرمایا کہ ہم نے یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ ہیں اور محمد بن سعد نے امام صاحب کے بارے میں ابن معین کا قول لا باس به نقل کیا ہے۔

ذہبی نے کاشف میں امام ابو حنیفہ کا طولانی ترجمہ لکھا ہے توثیق و تعدیل کے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں، ایک جملہ بھی تضعیف کا نہیں نقل کیا بلکہ آخر میں اپنی رائے ظاہر کر دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

قلت قد احسن شيخنا ابو الحجاج حيث لم يورد شيئا يلزم منه التضعيف اه

میں کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ ابوالحجاج نے بہت ہی اچھا کیا کہ کوئی ایسا کلام نہیں لکھا جس سے امام صاحب کی تضعیف لازم آتی ہو۔

اور تذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۱/۱ میں لکھتے ہیں۔

كان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشان وروى محمد بن القاسم بن محرز عن يحيى بن معين قال لا باس به

وہ امام متقی عالم باعمل عبادت گزار اور عظیم الشان تھے اور محمد بن قاسم بن محرز نے ان کے حق میں ابن معین کا قول لا باس به نقل کیا ہے۔

(۱۷) حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں امام ابوحنیفہؒ کی توثیق کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

قال محمد بن سعد سمعت یحیی بن معین یقول کان ابوحنیفۃ ثقۃ لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظہ	محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ حدیث میں ثقہ ہیں۔ صرف اسی حدیث کو بیان فرماتے تھے جو ان کو اچھی طرح محفوظ ہوتی تھی۔
وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث	اور صالح بن محمد اسدی نے امام صاحب کے بارے میں ابن معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ ہیں۔

نوٹ: تہذیب التہذیب نہایت معتبر کتاب ہے۔ اور تہذیب الکلام کا مختصر اور خلاصہ ہے۔ چنانچہ خود حافظ ابن حجر نے تعجیل المنفعۃ ص۳ میں لکھا ہے۔

وکنت قد لخصت تہذیب الکمال وزدت علیہ فوائد کثیرۃ وسمیتہ تہذیب التہذیب وجاء نحو ثلث الاصل ونحو ذالک فی دیباجۃ تہذیب التہذیب ص۳	میں نے تہذیب الکلام کو مختصر کیا اور اس میں بہت سارے فوائد کا اضافہ کیا اور اس کا نام تہذیب التہذیب رکھا۔ یہ خلاصہ اصل کتاب کے تہائی کے برابر ہو گیا۔ تہذیب التہذیب کے دیباچہ ص۳ میں بھی یہی لکھا ہے۔

(۱۸) علامہ صفی الدین خزرجی نے خلاصہ تہذیب ص۳۳۵ میں امام صاحب کی توثیق کی ہے انہوں نے لکھا ہے۔

وثقہ ابن معین وقال	ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور مکی نے
مکی ابوحنیفۃ اعلم	فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے
اھل زمانہ	سب سے بڑے عالم تھے۔

(۹) ابن حجر مکی شافعی انہوں نے بڑے زور سے امام ابوحنیفہؒ کی تعدیل کی ہے۔ چنانچہ خیرات الحسان ص۳۲ میں ایک مستقل فصل اس طرح منعقد کی ہے۔

الفصل الثانی والثلاثون فی رد ما قیل فیہ من الجرح الخ

اس فصل میں حافظ ابن عبدالبر، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، شعبہ، حجاج اور تاج الدین سبکی وغیرہم کے اقوال سے امام ابوحنیفہؒ کی بسط کے ساتھ تعدیل کی ہے۔ اور معترضین کے اعتراضات کا نہایت معقول جواب دیا ہے، فرماتے ہیں کہ یہ وہم بھی دور کرنا چاہیئے کہ امام ابوحنیفہؒ علم فقہ کے ماسوا اور دوسرے علوم نہیں جانتے تھے حاشا اللہ وہ علوم شرعیہ تفسیر، حدیث اور علوم عالیہ ادب، قیاس اور علوم حکمیہ کا ایک سمندر تھے ان کے بعض مخالفین کا قول اس کے خلاف ہے مگر ان کا منشا محض حسد اور اپنی برتری کی خواہش ہے۔

ہمیشہ علماء اور اہل حاجات امام ابوحنیفہؒ کی قبر کی زیارت کرتے اور امام کے مزار کو اپنی حاجتوں کی تکمیل کے لئے وسیلہ سمجھتے تھے۔ جن میں امام شافعیؒ بھی تھے۔ (خیرات الحسان ص۹۴)

(۲۰) تاج الدین سبکی نے امام ابوحنیفہؒ کی تعدیل کی ہے۔

چنانچہ طبقات شافعیہ صفحہ ۱۸۹/۱ میں جرح وتعدیل کے اصول پر ایک نفیس بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وحینئذ لا یلتفت الی کلام الثوری وغیرہ فی ابی حنیفۃ الخ

اور اب امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں امام ثوری وغیرہ کا کلام بالکل قابل التفات نہیں ہے۔

(۲۱) امام ابو یوسف علم حدیث میں امام احمدؒ، علی بن المدینیؒ اور یحییٰ بن معین وغیرہم اکابر محدثین کے استاد ہیں جو امام بخاری وغیرہ محدثین کے شیوخ میں ہیں۔ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کو

ابصر بالحدیث الصحیح

حدیث صحیح کے بہت جاننے والے

کہا ہے۔ خیرات الحسان ص۳۲ میں ہے وکان ابصر بالحدیث الصحیح۔ فرماتے ہیں کہ میں نے امام صاحب سے زیادہ تفسیر حدیث کا عالم نہیں دیکھا، ہمارا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو امام صاحب کے پاس حاضر ہوتے اور امام صاحب فوراً اس کا حل بیان کر کے ہماری تشفی فرما دیتے تھے۔ (موفق ص۱۲۲/۲)

(۲۲) امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کے مسانید ثلاثہ کے صحیح نسخوں کا مطالعہ کیا جن پر حفاظ حدیث کی تصدیق تھی۔ میں نے دیکھا کہ ہر حدیث بہترین عدول وثقات تابعین سے مروی و منقول ہے۔ مثلاً اسود، علقمہ، عطا، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور حسن بصری وغیرہم سے پس امام ابوحنیفہؒ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تمام راوی عادل، ثقہ، عالم اور بہترین بزرگ ہیں جن میں کوئی کاذب اور متہم بالکذب نہیں۔

فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے کسی طرح موزوں نہیں کہ ایسے امام اعظم پر اعتراض کریں جن کی جلالت قدر علم و ورع پر امت کا اتفاق ہو چکا ہے۔ نیز فرمایا کہ امام صاحب پر اعتراض کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ ائمہ متبوعین میں سب سے بڑے مرتبے کے تھے۔ ان کا مذہب سب سے پہلے مدون ہوا۔ اور ان کی سند حدیث بھی دوسرے ائمہ کے لحاظ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔

(میزان کبریٰ)

(۲۳) امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ کی مدح فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے حضرت امام مالکؒ سے چند لوگوں کا حال دریافت کیا اور پھر امام ابوحنیفہؒ کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا سبحان اللہ وہ عجیب شخص تھے ان کا مثل میں نے نہیں دیکھا۔ (الخیرات الحسان)

امام مالکؒ سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ اہل عراق میں سے جو آپ کے یہاں آتے ہیں ان میں افقہ کون ہیں۔ فرمایا کون آتے ہیں۔ کہا گیا۔ ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہؒ۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ تم نے ابوحنیفہ کا نام آخر میں لیا۔ جب نے ان کو دیکھا کہ ہمارے ہاں کے کسی فقیہ سے ان کا مناظرہ ہوا اور تین بار اس فقیہ کو اپنی دلائل سے رجوع کرنا پڑا۔ پھر بھی آخر میں امام صاحب نے فرمایا یہ بھی خطا ہے۔

(موفق)

امام شافعیؒ کا بیان ہے کہ امام مالکؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ سبحان اللہ وہ تو ایسے شخص تھے کہ اگر تم سے کہہ دیتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو پھر اس کو دلیل و حجت سے

ثابت کر دکھاتے۔ (کردری وخیرات وتبییض)

(۲۴) امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی تعریف وتوثیق فرمائی ہے۔ علی بن میمون شاگرد امام شافعیؒ نے روایت کی ہے کہ مجھ سے امام شافعیؒ نے کہا کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے توسل سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ خیرات حسان میں امام شافعیؒ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ کوئی عقلمند آدمی پیدا نہیں ہوا۔ شامی میں ابن حجر مکی سے بحوالہ ربیع روایت ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا۔ لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں کیونکہ میں نے ان سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص ابوحنیفہؒ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں متبحر ہوگا اور نہ فقیہ بنے گا۔ (حدائق ص۲۴)

یہ بھی فرمایا کہ ابوحنیفہؒ خاندان فقہ کے مربی اور مورث اعلیٰ ہیں۔
(تذکرۃ الحفاظ)

(۲۵) امام احمد بن حنبلؒ امام صاحبؒ کی توصیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ علم وتقویٰ، زہد اور اختیار آخرت میں اس درجہ پر تھے کہ کوئی ان کو نہیں پہنچ سکتا۔ (شامی وخیرات الحسان)

(۲۶) علامہ ابن سیرینؒ مشہور ومعروف عابد وزاہد اور علم تعبیر خواب کے زبردست عالم تھے۔ تاریخ ابن خلکان میں خطیب کی تاریخ سے نقل کیا ہے کہ جب امام ابوحنیفہؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودنے کا خواب دیکھا تب ایک شخص کو امام صاحب نے ابن سیرینؒ کے پاس تعبیر دریافت کرنے کو بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس حد تک علوم نبوی روشن اور واضح کرے گا

کہ اس سے پہلے کسی نے سبقت نہیں کی ہوگی۔ (حدائق الحنفیہ ص۱۲۲)

(۲۷) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اپنے زمانہ میں سب سے اعلم تھے یہاں تک کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ سب لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے عیال ہیں۔ (عقد الجید)

جس طرح امام جلال الدین سیوطیؒ اور علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ وغیرہ بہت سے حضرات علماء نے تصریح کی ہے کہ حدیث

لو کان العلم بالثریا لتناوله	اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے بعض لوگ
اناس من ابناء فارس	اس کو حاصل کر لیتے۔

(مسند احمد ص۲۹۶ ج۲)

کا اولین مصداق ابو حنیفہؒ ہی کی ذات گرامی ہے۔ اسی طرح حضرت شاہ صاحب نے بھی اس حدیث کا مصداق امام صاحبؒ ہی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کے مکتوبات میں ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس حدیث پر گفتگو کی کہ ایمان اگر ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس سے کچھ لوگ یا ان میں کا ایک شخص اس کو ضرور حاصل کر لیتا۔ فقیر (یعنی شاہ صاحب) نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ اس حکم میں داخل ہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے علم فقہ کی اشاعت آپ ہی کے ذریعہ سے کرائی اور اہل اسلام کی ایک جماعت کو اس فقہ کے ذریعہ مہذب کیا۔ خصوصاً اس اخیر دور میں کہ دولت دین کا سرمایہ یہی مذہب ہے۔ سارے ملکوں اور شہروں میں بادشاہ حنفی ہیں، قاضی حنفی ہیں۔ اکثر درس علوم دینے والے علماء اور اکثر عوام بھی حنفی ہیں۔

(کلمات طیبات یعنی مجموعہ مکاتیب شاہ صاحب وغیرہ مطبوعہ مجتبائی ص۱۶۵)

علاوہ ازیں صدہا محدثین نے امام ابوحنیفہ رہ کی توثیق و تعدیل اور توصیف و منقبت کی ہے۔ ہم بہرحال بر اختصار کے طور پر ستائیس مقتدی علماء کرام کے نام نامی پر اکتفا کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رہ کی شان میں توثیق و تعدیل کے کیسے کیسے کلمات محدثین اور نقادوں سے منقول ہیں۔

ثقۃ ثقۃ، عدل ثقۃ، ثقۃ صدوق، ثقۃ ما سمعت احدا ضعفہ، ثقۃ لا باس بہ، ثقۃ فی الحدیث، جید الحفظ، احسن الضبط، احفظ، حافظ، ورع، البصیر بالحدیث الصحیح، وثقہ ابن معین، حدث عنہ ابن مبارک و وکیع، ابعد من الکذب، عدل، من اہل الصدق، لا باس بہ، لم یکن یتہم

باوجود اس قدر توثیق و تعدیل کے اگر کوئی شخص حضرت امام ابوحنیفہ رہ کو مجروح و ضعیف کہے اور ان کی روایت کو قابل احتجاج نہ سمجھے تو اس سے زیادہ متعصب، نفس پرست اور حق پوش اس زمانہ میں اور کون ہوگا۔

فائدہ: اس مقام پر یہ بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ تعدیل کے مراتب میں امام ابوحنیفہ رہ کی تعدیل کس مرتبہ کی ہوگی۔

مقدمہ ابن صلاح ص۵۸ میں ہے۔

اما الفاظ التعدیل فعلیٰ مراتب الاولیٰ قال ابن ابی حاتم اذا قیل للواحد

کسی کی تعدیل کے لیے مختلف الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں (۱) ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے لیے لفظ ثقہ

ان ثقة او متقن فهو ممن يحتج بحديثه

اور متقن استعمال کیا جائے تو اس کی حدیث حجت ہے۔

اور تدریب الراوی صـ۲۳۶ میں ہے۔

اما المرتبة التي زادها الذهبي والعراقي فانها اعلى من هذه وهو ما كرر احد هذه الالفاظ اما بعينه كثقة ثقة او لا كثقة ثبت وثقة حجة وثقة حافظ

علامہ ذہبی اور عراقی نے ان کے علاوہ جو الفاظ بیان فرمائے ہیں وہ ان سے بھی اعلیٰ ہیں وہ یہ کہ کوئی ان الفاظ کو بعینہٖ مکرر کرے جیسے ثقہ ثقہ، یا ہم معنی لفظ کے ساتھ مکرر ہو جیسے ثقہ ثبت ثقہ حجۃ، ثقہ حافظ وغیرہ

فتح المغیث میں ہے۔

قال الخطيب ابو بكر ارفع العبارة في احوال الرواة ان يقال حجة او ثقة

خطیب ابو بکر نے فرمایا کہ راویوں کی بہ نسبت اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ان کے لئے حجت یا ثقہ الفاظ استعمال کیا جائے۔

اور حافظ عراقی الفیہ صـ۱۵۶ میں فرماتے ہیں۔

فارفع التعديل ما كررته كثقة ثبت ولو اعدته

سب سے اعلیٰ تعدیل یہ ہے کہ تو الفاظ تعدیل کو مکرر بیان کرے جیسے ثقہ ثبت

اور تدریب الراوی صـ۲۳۶ میں ہے۔

المرتبة التي زادها شيخ الاسلام اعلى من مرتبة التكرار وهي الوصف

شیخ الاسلام نے تکرار سے بھی اعلیٰ جو مرتبہ بیان فرمایا ہے وہ اسم تفضیل کا استعمال کرنا ہے جیسے اوثق الناس

یا فعل کا وثق الناس و اثبت	اثبت الناس وغیرہ
الناس او نحوہ	

چونکہ امام ابوحنیفہ کی شان میں تعدیل کے کلمات ہر قسم کے جیسے ثقۃ او ثقۃ ثقۃ وعدل ثقۃ بحکم اور احفظ صیغہ افعل منقول ہیں اس وجہ سے تمام اقوال کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کے ثقہ اور عادل ثابت ہوتے ہیں اور آپ کی روایت یقیناً جملہ اقوال کے لحاظ سے قابل احتجاج سمجھی جائے گی۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ	یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے
من یشاء	عطا فرماتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ امام المحدثین یحییٰ بن معین سے تعدیل کے کلمات مختلف مروی ہے۔ ان میں جملہ لا باس بہ بھی ہے اور یہ خاص اصطلاح ہے ابن معین کی۔ کہ لفظ لا باس سے وہ ثقہ مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ خود ابن معین نے اس کی تصریح کر دی ہے۔

مقدمہ ابن صلاح ص۵۶ میں ہے۔

عن ابی خیثمۃ قال قلت	خیثمہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین
لیحیی بن معین انک	سے کہا کہ آپ بعض کے لئے کہتے ہیں
تقول فلان لیس بہ	(لیس بہ باس) اور بعض کے لئے ضعیف
باس و فلان ضعیف قال	کا لفظ استعمال فرماتے ہیں اس کا کیا
اذا قلت لک لیس بہ	مطلب ہے۔ فرمایا جس کے لئے میں
باس فھو ثقۃ واذا قلت	لیس بہ باس کہوں سمجھو کہ وہ ثقہ ہے
لک ھو ضعیف فلیس ھو	اور جس کے لئے ضعیف کہوں وہ قابل

ثبت لا تکتب حدیثہ
وھکذا فی تدریب الراوی
ص۱۳۶ وفتح المغیث ص۱۵۹

حجت نہیں اس کی حدیث نہ لکھو۔ یہ
تدریب الراوی اور فتح المغیث میں ہے

امام صاحب پر جرحیں اور ان کا جواب

جن کے اقوال سے حضرت امام صاحبؒ کا ناقص الحافظہ اور ضعیف الحدیث ہونا ثابت ہوتا ہے ان کے نام بالاجمال یہ ہیں۔

ذہبی۔ نسائی۔ ابن عدی۔ بخاری۔ دار قطنی۔ بیہقی۔ ابن جوزی۔ علی بن المدینی۔ خطیب بغدادی۔ حافظ ابن عبدالبر حافظ ابن حجر۔ امام احمد بن حنبل۔ قاضی ابو یحییٰ زکریا بن محمد۔ مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی۔ وکیع بن الجراح۔ طاؤس۔ زہری۔ ابو اسحاق فزاری۔ امام مسلم۔ ترمذی۔ ہشام بن عروہ۔ ابو داؤد۔ ابو حفص عمر بن علی۔ عبدالرؤف مناوی۔ جلال الدین سیوطی۔ اولاً اس کا اجمالی جواب ملاحظہ فرمائیے اور پھر اس پر تفصیلی گفتگو ہوگی۔

اجمالی جواب

محض تعداد بڑھانے کے لئے اتنے نام جارحین میں لئے جاتے ہیں۔ ورنہ بعض تو ان میں وہ نام ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی توثیق اور تعدیل فرمائی ہے۔ جیسے ذہبی۔ علی بن المدینی۔ وکیع بن الجراح حافظ ابن عبدالبر۔ حافظ ابن حجر وغیرہم۔ اور بعض سے سیئ الحافظ اور تضعیف کے الفاظ معتبر طریقہ پر منقول ہی نہیں ہیں جیسے مسلم۔

ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ۔ طاؤس، زہری، امام احمد، ابو اسحاق، ابن قطان۔ جلال الدین سیوطی۔ شاہ ولی اللہ وغیرہم۔ اور بعض سے کچھ الفاظ جرح منقول ہیں۔ جیسے ابن عدی۔ نسائی۔ بخاری۔ دارقطنی۔ ابن الجوزی اور بیہقی وغیرہم۔ مگر بقاعدہ اصول ان لوگوں کی جرحیں امام اعظم ابوحنیفہ رح کی شان میں غیر مقبول ہیں۔ چنانچہ ہمارے تفصیلی جواب سے ہمارے اس دعوے کا ثبوت مل جائے گا۔

تفصیلی جواب کی تمہید

قبل اس کے کہ تفصیلی جواب لکھا جائے بطور تمہید کے چند مقدمات جرح و تعدیل کے متعلق لکھ دینا ضروری ہیں تاکہ حقیقت حال کے انکشاف میں کسی قسم کی پیچیدگی باقی نہ رہے۔

جرح و تعدیل سے متعلق تمہیدی مقدمات

(۱) جس راوی میں جرح و تعدیل دونوں جمع ہوں تو اس کی چند صورتیں ہیں۔

ا۔ جرح و تعدیل دونوں مبہم ہوں۔

ب۔ جرح مبہم اور تعدیل مفسر

ان دونوں صورتوں میں بمذہب صحیح تعدیل مقدم ہوگی اور جرح نامقبول۔

قال السخاوی فی شرح الالفیۃ ینبغی تقیید الحکم بتقدیم الجرح علی التعدیل بما اذا فسر اما اذا تعارضا من غیر تفسیر فانہ یقدم التعدیل قالہ المزی وغیرہ

علامہ سخاوی نے شرح الفیہ میں فرمایا ہے کہ جرح کے تعدیل پر مقدم ہونے کا حکم اسکا اسی مناسب ہے جبکہ جرح مفسر ہو اور اگر بغیر تفسیر کے تعارض ہو تو تعدیل جرح پر مقدم ہوگی مزی وغیرہ نے یہی کہا ہے۔ اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں فرمایا ہے۔

وقال النووی فی شرح مسلم لا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذالک فیما اذا کان الجرح ثابتاً مفسراً بسببہ والا فلا یقبل الجرح اذا لم یکن کذا

ایسا نہیں ہے کہ جرح تعدیل پر مطلق مقدم ہوتی ہے اس لئے کہ ایسا تب ہی ہوتا ہے جبکہ جرح ثابت اور مفسر ہو ورنہ جرح قابل قبول نہیں۔

وقال ابن الہمام فی تحریر الاصول اکثر الفقہاء منہم الحنفیۃ والمحدثین علی انہ لا یقبل الجرح الا مبیناً لا التعدیل اھ

علامہ ابن ہمام نے تحریر الاصول میں فرمایا ہے کہ اکثر فقہاء جن میں احناف و محدثین بھی شامل ہیں کے نزدیک جرح جب تک مشرح واضح نہ ہو قابل قبول نہیں برخلاف تعدیل کے

اور ایسا ہی بہت سی کتابوں میں مذکور ہے۔ دیکھو تہذیب الراوی۔ شرح تحریر سندھی اور معیار الحق مولوی نذیر حسین دہلوی

وغیرہم

۴۔ جرح و تعدیل دونوں مفسر ہوں۔

۵۔ جرح مفسر ہو اور تعدیل مبہم

ان دونوں صورتوں میں جرح مقدم ہوگی اور تعدیل غیر مقبول۔

قال السیوطی فی تدریب الراوی ص۲۰۳ اذا اجتمع فیہ جرح مفسر و تعدیل فالجرح مقدم الخ و قال السخاوی فی شرح الفیہ ینبغی تقیید الحکم بتقدیم الجرح علی التعدیل بما اذا فسر الخ و نحو ذالک فی شرح النخبہ۔

(۳) جارح کے لئے چند شرطیں ہیں، اگر یہ شرط پائی جائیں تو اس کی جرح مقبول ورنہ غیر مقبول ہوگی۔

الف۔ جارح عادل و ثقہ ہو۔

ب۔ جرح و تعدیل کے اسباب کا عارف ہو۔

ج۔ متعنت اور متشدد نہ ہو۔

د۔ مذہبی منافرت، دنیوی عداوت، حسد اور معاصرہ سے خالی ہو۔

قال الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ ص۴ فلا سبیل الی ان یصیر العارف الذی یزکی نقلۃ الاخبار و یجرحہم جہبذا الا بادمان الطلب والفحص

علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں فرمایا کہ وہ عارف جو رواۃ احادیث کی تعدیل و تجریح کرتا ہے وہ پیہم طلب و جستجو کثرت بحث، شب بیداری، دانائی اور زیرکی کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور اتقاء انصاف پسندی، علماء کی قربت و

عن هذا الشأن وكثرة
المذاكرة والسهر والتيقظ
والفهم مع التقوى والدين
المتين والانصاف والتودد
الى العلماء والتحرى و
الاتقان والا تفعل فدع
عنك الكتابة فلست منهم
ولو سودت وجهك با
المداد قال الله تعالى
فاسئلوا اهل الذكر ان
كنتم لا تعلمون

غور و فکر اور اتقان کے بغیر ماہر نہیں ہو سکتا
اور اگر تو ایسا نہیں ہے (ایسا نہیں کرتا)
تو کتابت حدیث کو چھوڑ دے تو
ان میں سے نہیں ہے
یا ہے حرص میں اپنے چہرہ کو روشنائی
سے سیاہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ اہل علم سے معلوم کرو اگر
تم نہیں جانتے

وان غلب عليك الهوى
والعصبية لرأى والمذهب
بالله لا تتعب وان عرفت
مضيفهم من حدود الله
فارحنا منك
وقال الحافظ ابن حجر فى
شرح النخبة ص۱۳۳ فان
صدر الجرح من غير عارف
باسبابه لم يعتبر به الا
وايضا قال بقول التزكية

اور اگر تجھ پر رائے اور مذہب کے
سلسلہ میں خواہش نفس اور عصبیت
(ہٹ دھرمی) کا غلبہ ہو جائے تو خدارا
تجھ سے اتفاق نہیں کریں گے اور اگر یہ
معلوم ہو جائے کہ احکام الٰہی کے معاملہ
میں محدود نہیں ہے پھر تو ہم تجھ سے الگ
بیزار ہیں
حافظ ابن حجر نے شرح نخبہ ص۱۳۳ میں فرمایا کہ
اگر جرح ایسے شخص سے صادر ہو جو ان کے
اسباب سے واقف نہیں تو اس کا

من عارف بأسبابها لا من
غير عارف وينبغي أن لا
يقبل الجرح إلا من عدل
متيقظ

وقال الحافظ في مقدمة
فتح الباري ص ٣٨٢ القسم
الثاني فيمن ضعف بأمر
مردود كالتحامل أو التعنت
أو عدم الاعتماد على
المضعف لكونه من غير
أهل النقد أو لكونه قليل
الخبرة بحديث من تكلم
فيه أو بحاله أو لتأخر
عصره ونحو ذلك الخ

وأيضاً قال في ص ٣٨٦ واعلم
أنه قد وقع من جماعة
الطعن في جماعة بسبب
اختلافهم في العقائد
فينبغي التنبه لذلك وعدم
الاعتداد به إلا بحق
وكذا عاب جماعة من

کوئی اعتبار نہیں۔ نیز فرمایا کہ تعدیل اسی
کی قبول کی جائے گی جو اس کے اسباب
سے واقف ہو اور جرح بھی صرف منصف
اور بیدار مغز کی قبول کرنا مناسب ہے
نہ کہ ہر کس و ناکس کی۔

حافظ نے مقدمہ فتح الباری ص ۳۸۲ پر فرمایا
ہے قسم ثانی اس شخص کے بیان میں ہے جسے
رکیک اور ناقابل قبول وجوہ سے ضعیف
قرار دیا ہو۔ الضعیف کی امر مردود کے
ساتھ کی ہو مثلاً تعصب و تعنت (ہٹ دھرمی)
یا مصنف پر عدم اعتماد (جو قابل قبول نہیں)
اس لئے کہ وہ تنقید کا اہل نہیں ہے اور
جس پر تنقید کر رہا ہے اس سے یا اس کے
حالات سے بہت کم واقف ہے یا اس کے
زمانہ کے بعد کا ہے وغیرہ۔

نیز فرمایا یہ حقیقت بالکل واضح ہے
کہ ایک جماعت نے دوسری جماعت پر
اکثر اختلاف عقائد کی بنا پر طعن کیا ہے اس
سے باخبر ہونا چاہئے اور حقیقی وجوہ کے
بغیر اس کا اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ اسی
طرح بہت سے بزرگوں کی ایک جماعت نے

المتورعين جماعة وغلوا
في أمر الدنيا فضعفوهم
لذلك التضعيف مع الصدق
والضبط وأكثر الموفق و
أبعد من ذلك كله من
الاعتبار تضعيف من
ضعف بعض الرواة بأمر
يكون الحمل فيه على غيره
أو التحامل بين الأقران
وأبعد من ذلك تضعيف
من هو أوثق منه وأعلى
قدرا أو أعرف بالحديث
فكل هذا لا يعتبر به
وقال الذهبي في الميزان
ج١ ص٣ قلت كلام الأقران
بعضهم في بعض لا يعبأ به
لا سيما إذا لاح لك أنه لعداوة
أو لمذهب أو لحسد
ما ينجو منه إلا من عصمه
الله وما علمت أن عصرا
من الأعصار سلم أهله

اس جماعت پر عیب لگایا جنہوں نے
دنیوی معاملات میں حصہ لیا، اور اسی وجہ
سے انہوں نے صدق وضبط کے
باوجود ان کو ضعیف قرار دیا۔
اور ان سب سے زیادہ ناقابل اعتبار
ان کی تضعیف ہے جنہوں نے بعض راویوں
کو باہمی چشمک اور تعصب کی بنا پر
ضعیف قرار دیا
اور اس سے بھی زیادہ ناقابل قبول اس
کی تضعیف ہے جو اپنے سے زیادہ ثقہ
بلند مرتبہ اور واقف بالحدیث و حدیث
کے بڑے عالم پر تنقید کرے یہ سب
کچھ ناقابل اعتبار ہے۔
علامہ ذہبی نے میزان جلد ۱ ص۳ پر
فرمایا ہم عصر لوگوں کی ایک دوسرے پر
تنقید معتبر نہیں۔ خصوصاً جبکہ یہ بات
ظاہر ہو جائے کہ یہ تنقید دشمنی اور حسد
کی بنیاد پر ہے۔ اس سے وہی محفوظ
رہ سکتا ہے جسے اللہ بچائے۔ میرا
خیال ہے کہ انبیاء و صدیقین کے علاوہ
کسی زمانے کے لوگ اس سے محفوظ نہیں رہے

من ذلك سوى الانبياء و
الصديقين

وقال السبكي في طبقات
الشافعية ص ۱۹ ج ۲ قد عرفناك
ان الجارح لا يقبل منه
الجرح وان فسره في حق
من غلبت طاعته على
معصيته ومادحوه على
ذاميه ومزكوه على
جارحيه اذا كانت هناك
قرينة يشهد العقل بان
مثلها حامل على الوقيعة فيه من
تعصب مذهبي او منافسة
دنيوية كما يكون بين
النظراء وغير ذلك الخ
ونحو ذلك كثير في التوضيح
والتحقيق في شرح الحسامي
وسير اعلام النبلاء للذهبي
وغيرها.

علامہ سبکی نے طبقات الشافعیہ جلد ۲ ص ۱۹ پر فرمایا ہے کہ کسی بھی جارح کی جرح اگرچہ مفسر ہو اس شخص کے حق میں قبول نہیں کی جائے گی جس کی نیکیاں برائیوں پر غالب ہوں اور اس کی تعریف و توثیق کرنے والے جرح و برائی کرنے والوں سے زیادہ ہوں جبکہ وہاں کوئی ایسا قرینہ ہو کہ اس کا باعث مذہبی تعصب یا دنیوی منافست و مقابلہ ہے۔

جیسا کہ اکثر ہمعصر لوگوں میں ہوتا ہے۔ التوضیح والتحقیق فی شرح الحسامی اور ذہبی کی سیر اعلام النبلاء وغیرہ میں بہت کچھ تفصیل ہے۔

(۳) الفاظ قول بغیر سبب کے جرح مبہم میں داخل ہیں۔
فلان متروک الحدیث، ذاهب الحدیث، مجروح۔

لیس بعدل۔ سیئ الحفظ۔ ضعیف۔ لیس بالحافظ۔ ونحو ذلك۔

کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں ہے۔

اما الطعن من ائمة الحديث فلا يقبل مجملا اي مبهما بان يقول هذا الحديث غير ثابت او منكر او فلان متروك الحديث او ذاهب الحديث او مجروح او ليس بعدل من غير ان يذكر سبب الطعن وهو مذهب عامة الفقهاء والمحدثين

رہا ائمہ حدیث کا طعن تو وہ مجمل یعنی مبہم ہونے کی صورت میں ہرگز قابل قبول نہیں۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں یا منکر ہے یا فلاں شخص متروک الحدیث یا ذاہب الحدیث یا مجروح ہے، عادل نہیں ہے۔ اسباب طعن ذکر کئے بغیر۔ یہ عام فقہا اور محدثین کا بھی مسلک ہے۔

اور کمال الدین جعفر شافعی اتاج باحکام النشار میں لکھتے ہیں۔

ومن ذلك قولهم فلان ضعيف ولا يبينون وجه الضعف فهو جرح مطلق وفيه خلاف والتفصيل ذكرناه في الاصول والاولى ان لا يقبل من متأخر المحدثين

اسی طرح ضعف کی وجہ بیان کئے بغیر یہ کہنا کہ فلاں ضعیف ہے جرح مطلق کہلاتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے اور اس کی تفصیل ہم نے اصول میں بیان کی ہے۔ اور مناسب یہ ہے کہ متاخرین محدثین کی جرح قبول نہ کی جائے کیونکہ وہ

لا تقصر بعبارۃ یہما لا یکون جرحا ومن ذالک فلان سیئ الحفظ او لیس بحافظ لا یکون جرحا مطلقا بل ینظر الی حال المحدث والحدیث الخ

جس طرح جرح کرتے ہیں حفظ فلاں جرح ہی نہیں ہوتی جاتی ہے جیسا کہ فلاں کا حافظہ خراب ہے یا فلاں حافظ نہیں ہے، یہ مطلق جرح نہیں ہے بلکہ اس صورت میں محدث وحدیث کے حالات کی تحقیق کی جائے گی۔

جرح و تعدیل کے مقدمات معلوم ہو چکے اب آپ تفصیلی جواب ملاحظہ فرمایئے جس سے معترضین کی نفسانیت اور غلط فہمی بخوبی واضح ہو جائے گی۔

تفصیلی جواب

(۱) علامہ ذہبی ؒ نے ہرگز امام ابوحنیفہ ؒ کی تضعیف نہیں کی بلکہ تذکرۃ الحفاظ اور تقریب میں نہایت وضاحت کے ساتھ آپ کی توثیق اور تعدیل کی ہے۔ کما مر سابقاً۔

(ب) میزان الاعتدال کی یہ عبارت صفحہ ۲۳۵ جو معترضین نقل کرتے ہیں۔

ضعفہ النسائی من جہۃ حفظہ وابن عدی وغیرہ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عبارت میزان الاعتدال کے صحیح نسخوں میں نہیں ہے غلطی سے کسی نے الحاق کی ہے کیونکہ حافظ عراقی نے شرح الفیہ میں اور سیوطی نے تدریب الراوی میں اور سخاوی نے فتح المغیث میں تصریح کر دی ہے کہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں صحابہ اور

ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کیا ہے۔

قال السخاوی رحمہ اللہ
رای الذہبی بل وقبلہ ابن عدی
فی ایراد کل من تکلم فیہ
ولو کان ثقۃ لکنہ التزم
انہ لا یذکر احدا من
الصحابۃ والائمۃ المتبوعین

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ ذہبی نے ہر متکلم فیہ
اگرچہ وہ ثقہ ہو کا ذکر کرنے میں ابن عدی
کا اتباع کیا ہے لیکن انہوں نے صحابہ اور
آئمہ متبوعین میں سے کسی کا قصداً ذکر
نہیں کیا۔

بلکہ خود علامہ ذہبی نے میزان کے دیباچہ میں اس کی تصریح کردی ہے۔

وکذا لا اذکر فی کتابی من
الائمۃ المتبوعین فی
الفروع احداً لجلالتہم
فی الاسلام وعظمتہم
فی النفوس مثل ابی حنیفۃ
والشافعی والبخاری

اور اسی طرح نہیں ذکر کیا میں نے
اپنی کتاب میں ان ائمہ کا جن کی اتباع
فروعات میں کی جاتی ہے۔ اسلام میں
ان کی بزرگی اور دلوں میں عظمت کی
وجہ سے مثلاً امام ابوحنیفہ، امام شافعی
امام بخاری۔

جبکہ علماء ثقات ائمہ متبوعین کے عدم ذکر کی تصریح کر رہے ہیں تو پھر اس عبارت کے الحاقیہ ہونے میں کیا شک وشبہ ہو سکتا ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ علامہ ذہبی نے اپنی کتاب میزان الاعتدال کے مقدمہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

فان ذکرت احداً منہم
فاذکرہ علی الانصاف و

اور اگر ان میں سے کسی کا میں تذکرہ
کروں گا تو انصاف کے ساتھ کروں گا

ما يضره ذلك عند الله و عند الناس — جو عند اللہ اور عند الناس مضر نہیں۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذہبی نے صحابہ اور ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلا شبہ ذہبی کی اس عبارت سے فقط ذکر کا احتمال پیدا ہوتا ہے مگر حافظ عراقی۔ جلال الدین سیوطی اور سخاوی جو ذہبی سے متاخر ہیں اور ان حضرات نے بار بار میزان الاعتدال کا مطالعہ کیا ہے اور وہ صاف اور واضح لفظوں میں عدم ذکر کی تصریح کرتے ہیں۔ تو کہنا پڑے گا کہ فی الواقع صحابہ کرام اور ائمہ متبوعین کا ذکر اس کتاب میں مستقلاً نہیں ہے یا یوں کہا جائے کہ ذہبی نے ذکر استقلال کی نفی کی ہے اور ضمنی ذکر کا اثبات اور امام اعظم کی جرح کے متعلق علامہ ذہبی کی طرف جو عبارت منسوب کی جاتی ہے اس کی حیثیت مستقل عبارت کی ہے لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ عبارت الحاقیہ ہے اس موقع پر بعض معترضین میزان الاعتدال کی عبارت ذیل کو پیش کر کے امام صاحبؒ کی تضعیف کرتے ہیں۔

اسمعيل بن حماد بن نعمان بن ثابت الكوفي عن ابيه عن جده قال ابن عدي ثلاثتهم الضعفاء

اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت کوفی اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ابن عدی نے کہا یہ تینوں ضعیف ہیں۔

میزان الاعتدال صفحہ ۹

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس عبارت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام صاحب علامہ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہیں کیونکہ علامہ

ذہبی نے میزان الاعتدال کے دیباچہ میں خود معذرت کی ہے اور ابن عدی کی موافقت سے اپنی برأت ظاہر فرمائی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

وفیہ من تکلم مع ثقتہ وجلالتہ بادنی لین و باقل تجریح فلولا ابن عدی او غیرہ من مؤلفی کتب الجرح ذکروا ذلک الشخص لما ذکرتہ لثقتہ" ثم قال لا انی ذکرتہ لضعف فیہ عندی الخ

اس کتاب (کامل) میں ان راویوں کا بھی ذکر ہے جن کے بارے میں باوجود ان کی ثقاہت اور جلالت کے معمولی تردید کی جرح کی گئی ہے۔ اگر ابن عدی یا دوسرے مولفین کتب جرح نے ان کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں بوجہ ان کی ثقاہت کی وجہ سے ان کا ذکر نہ کرتا۔ پھر آگے فرمایا کہ میں نے ان کا ذکر اس وجہ سے نہیں کیا کہ وہ میرے نزدیک ضعیف ہیں (میزان)

جبکہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ اور تذہیب میں امام ابوحنیفہؒ کی تعدیل بخوبی فرما چکے ہیں پھر باوجود اس صراحت کے ذہبی کی طرف تضعیف کا انتساب سراسر تعصب نیت اور حق پوشی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ امام ذہبی نے امام ابوحنیفہؒ کا ذکر باب الالف میں کر دیا ہے لہٰذا یہ دعویٰ کہ میزان میں ائمہ کا ذکر نہیں ہے غلط ہو گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ضمناً ذکر ہے نہ کہ مستقلاً اور یہی ذکر کی نفی نہیں کی ہے۔ ضمناً تو جا بجا میزان میں امام بخاری کا ذکر بھی آیا ہے۔ چنانچہ اسی میزان میں ہے ابوزرعہ اور ابوحاتم نے بخاری سے روایت چھوڑ دی ہے۔

(۲) نسائی۔ کتاب الضعفاء مطبوعہ الہ آباد ص [illegible] میں ہے۔

وابو حنيفة ليس بالقوى في الحديث	ابو حنیفہ حدیث میں قوی نہیں

جواب

امام نسائی سے اس جرح کے ناقل حسن بن رشیق ہیں۔ دیکھا فی کتاب الضعفاء مطبوعہ الہ آباد ۱۳۲۵ھ حسن بن رشیق ان لوگوں میں ہیں کہ جن پر حافظ عبدالغنی اور دارقطنی نے جرح کی ہے میزان ۳۔ لہذا حسب قاعدہ حسن بن رشیق خود مجروح ہوئے اور مجروح کی روایت قابل اعتبار نہیں ہو سکتی تو ان کی روایت سے امام ابو حنیفہ کو مجروح ٹھہرانا غلط اور لغو ہے۔

ثانیاً امام نسائی ان متعنتین اور متشددین میں سے ہیں جنہوں نے بخاری و مسلم کے بہت سے راویوں پر محض تعنت سے جرح کر دی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمہ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

أحمد بن صالح المصري تحامل عليه النسائي الحسن بن الصباح البزار تعنت فيه النسائي حبيب المعلم متفق على توثيقه لكن تعنت فيه النسائي محمد بن بكر البرساني لينه النسائي بلا حجة. نعيم بن حماد ضعفه النسائي بلا حجة	احمد بن صالح مصری۔ حسن بن صباح البزار حبیب المعلم۔ محمد بن ابی بکر برسانی وغیرہ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے، نعیم بن حماد سب قابل اعتبار ہیں لیکن امام نسائی نے ان سب کی بلا دلیل تضعیف کی ہے۔

یہ پانچوں راوی ایسے معتبر اور ثقہ ہیں کہ امام بخاری نے اپنی جامع سے روایت کی ہے۔ مگر امام نسائی نے بوجہ تعنت کے ان کی بھی تضعیف کر دی ہے۔

اور ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بذیل ترجمہ حارث بن عتبہ لکھا ہے۔

حديث الحارث في سنن الاربعة والنسائي مع تعنته في الرجال فقد احتج به النسائي مع تعنته

حارث کی حدیث سنن اربعہ اور نسائی سب میں موجود ہے باوجودیکہ امام نسائی رواۃ کے مسئلہ میں بہت متعنت (سخت گیر) ہیں مگر ان کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

اور سیوطی نے زہر الربی علی المجتبیٰ میں لکھا ہے۔

فكم من رجل اخرج له ابو داؤد والترمذي و تجنب النسائي اخراج حديثه بل تجنب اخراج حديث جماعة من رجال الصحيح اھ

کتنے ہی ایسے حضرات ہیں جن سے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت نقل کی ہے لیکن امام نسائی نے اجتناب کیا ہے بلکہ اور بہت سے صحیح (بخاری) کے راویوں سے نسائی نے حدیث بیان کرنے میں پرہیز کیا ہے۔

جبکہ حسب تصریح ابن حجر و سیوطی وغیرہم امام نسائی متعنتین میں سے ہیں تو ان کی جرح ایسے امام کے حق میں جس کا ثقہ اور صدوق ہونا بڑے بڑے ثقات و نقادوں کے بیان سے ثابت ہے کس طرح مقبول ہو سکتی ہے۔

ثالثاً جو کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کی گئی ہے یعنی

صحیح بخاری: اس کے بعض رواۃ پر بھی کثیر الغلط والخطا کی قسم کی جرحیں منقول ہیں مگر امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے چنانچہ مقدمہ فتح الباری میں ہے۔

قبیصہ بن عقبہ قال احمد ابن حنبل کان کثیر الغلط و کان ثقۃ لا باس به.

قبیصہ بن عقبہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ وہ بہت غلطی کرنے والا تھا پھر بھی ثقہ تھا۔

وضاح بن عبد اللہ قال ابو حاتم کان یغلط کثیرا

ابو حاتم نے وضاح بن عبد اللہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ بہت غلطی کیا کرتا تھا

جریر بن حازم قال امام احمد بن حنبل کثیر الغلط و قال الاثرم عن احمد حدث بمصر احادیث وهم فیها ولم یکن یحفظ

جریر بن حازم کے لئے امام احمد بن حنبل نے فرمایا وہ بہت غلطی کرنے والا تھا۔ اور اثرم نے احمد سے روایت کی کہ اس نے مصر میں ایسی احادیث بیان کیں جن میں اس کو وہم ہوا اور اچھی طرح یاد نہیں تھیں۔

سلیمان بن حیان عن ابی داؤد انه من سوء حفظه فیغلط ویخطی

سلیمان بن حیان کے بارے میں ابو داؤد کہتے ہیں کہ حافظہ کی کمزوری کے باوجود انہوں نے روایت کی اس لئے ان سے غلطی ہوئی۔

عبد العزیز بن محمد قال ابو زرعة سیئ الحفظ ربما حدث من حفظه الشیئ فیخطی

عبد العزیز بن محمد کے متعلق ابو زرعہ نے فرمایا کہ ان کا حافظہ خراب تھا اور اکثر اسی خراب حافظہ کی بناء پر حدیث بیان کرتے چنانچہ غلطی کرتے تھے۔

اس قسم کے اور بھی بہت سے رواۃ ہیں جن سے بخاری نے روایت کی ہے۔ اگر کسی کے کثیر الغلط کہہ دینے سے ثقہ و صدوق راوی ضعیف اور قابل ترک ہو جاتا ہے تو پھر صحیح بخاری بجائے اصح الکتب ہونے کے اضعف الکتب ٹھہرے گی۔

رابعاً۔ ابو عبدالرحمن نسائی نے سنن نسائی المجتبیٰ کو سنن کبریٰ سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے اور خود اس امر کا اقرار کیا ہے کہ اس کی کل حدیثیں صحیح ہیں۔ چنانچہ سیوطی اپنی کتاب زہر الربیٰ میں لکھتے ہیں۔

قال محمد بن معاویۃ الاحمر الراوی عن النسائیؒ قال النسائیؒ کتاب السنن کلہ صحیح و بعضہ معلول الا انہ لم یبین علتہ والمنتخب المسمی بالمجتبیٰ صحیح کلہ وذکر بعضہم ان النسائیؒ لما صنف السنن الکبریٰ اھداہ الی الامیر فقال لہ الامیر اکل ما فیھا صحیح قال لا قال فجرد الصحیح منہ فصنف لہ المجتبیٰ

نسائی کے راوی محمد بن معاویہ فرماتے ہیں امام نسائی نے فرمایا کہ کتاب السنن ساری صحیح ہے صرف اس کا کچھ حصہ معلول ہے مگر اس کی علت بیان نہیں کی اور منتخب جس کا نام مجتبیٰ ہے وہ سب صحیح ہے بعض حضرات نے کہا کہ امام نسائی نے جب سنن کبریٰ تصنیف کی تو امیر کو ہدیہ پیش فرمائی امیر نے معلوم کیا اس کی ساری حدیثیں صحیح ہیں؟ امام نسائی نے فرمایا نہیں۔ امیر نے کہا اس میں سے صحیح احادیث منتخب کر دیجئے۔ چنانچہ اس کے بعد مجتبیٰ تصنیف فرمائی۔

اور نسائی کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی مثلاً ابن مندہ ابن عدی، دارقطنی اور خطیب وغیرہم نے بھی مجتبیٰ کو صحیح قرار دیا ہے۔

طبرانی اور فتح المغیث میں اس کی تصریح موجود ہے اور سنن نسائی میں امام ابوحنیفہ کی روایت موجود ہے۔

تہذیب التہذیب میں ہے۔

وفی کتاب النسائی حدیث واحد	اور نسائی میں ان کی روایت عاصم
عن عاصم عن ابن عباس	سے ان کی ابن عباس رض سے کرایا
قال لیس علی اتی البہیمۃ	بہیمہ سے جماع کرنے والے پر حد
حد الخ	نہیں ہے۔

اور تقریب و خلاصہ تذہیب میں نعمان بن ثابت کے نام پر (ت س) علامت مرقوم ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابوحنیفہ شمائل ترمذی و جزء القراۃ للبخاری اور نسائی کے راوی ہیں۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر واقعی نسائی کے نزدیک امام ابوحنیفہ غیر قوی کثیر الغلط والخطا تھے تو نسائی نے ان سے کیوں روایت کی اور اپنی کتاب کو صحیح کلمہ کیوں کہا۔ پس حسب خیال معترض نسائی کے دونوں قولوں میں تعارض و تہافت ہے۔

مگر ہم معترض کو دو توجیہ ایسی بتلاتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ پر حرف آتا ہے اور نہ حضرت امام نسائی پر۔

ممکن ہے کہ امام نسائی نے پہلے امام ابوحنیفہؒ کو غیر قوی خیال کیا ہو مگر بعد تتبع و تحقیق کے معلوم ہوا ہو کہ امام ابوحنیفہؒ ثقہ ہیں اور پہلے خیال سے رجوع کر لیا ہو یا یوں کہا جائے

لیس بالقوی فی الحدیث	حدیث میں قوی نہیں تھے یعنی نسائی
ای علی شرط النسائی وھو	کی شرط کے مطابق۔

كثير الغلط والخطاء اى فى فهم المعنى

اور وہ بہت غلطی کرنے والے تھے یعنی معنی کے سمجھنے میں

چونکہ رواۃ کے باب میں نسائی کی شرطیں بہت کڑی ہیں اپنی شروط اور اصطلاح کے اعتبار سے لیس بالقوی کہہ دیا ہے۔ چنانچہ زہر الربی صفحہ ۳ میں ہے۔

بل تجنب النسائى اخراج حديث جماعة من رجال الصحيحين

بلکہ امام نسائی نے صحیحین کے راویوں کی ایک جماعت سے روایت کرنے میں احتراز کیا۔

وحكى ابو الفضل بن طاهر قال سعد بن على الزنجانى عن رجل هو ثقة فقلت ان النسائى لم يحتج به فقال يا بنى ان لابى عبد الرحمن شرطا فى الرجال اشد من شرط البخارى و مسلم

ابو الفضل نے طاہر سے نقل کیا کہ سعد ابن علی زنجانی نے ایک شخص کے بارے میں کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ حضرت نسائی نے ان کو قابل حجت نہیں قرار دیا۔ انہوں نے فرمایا اے صاحبزادے رجال کے بارے میں ابو عبد الرحمٰن کی شرط بخاری و مسلم سے بھی زیادہ سخت ہے۔

اور چونکہ حافظ نسائی محدث شافعی تھے۔ خواص فقہ کی جانب امام ابو حنیفہؒ کی طرح ان کی توجہ زیادہ نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ کے بعض مسائل مستنبط کو اپنے ظاہر فہم کے خلاف سمجھا ہوگا اور بھی ایسا ہی اکثر محدثین کا حال تھا۔ اپنے ظن کے اعتبار سے کہہ دیا ہوگا۔

كثير الغلط والخطاء اى فى فهم المعنى۔ ہماری اس توجیہ سے

۔امام صاحب کا سیئ الحافظہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور نسائی کے اقوال میں تعارض باقی رہتا ہے۔ اگر معترض محض ضد سے اس توجیہ کو نہ مانے تو پھر امام نسائی کو کثیر الغلط والخطا کہنا پڑے گا۔ اس لئے کہ کثیر الغلط والخطا سے روایت کر کے اسے صحیح بتلانا جید الحافظ کا کام نہیں۔ کیا معترض کی غیرت تقاضہ کرتی ہے کہ امام نسائی رح کو کثیر الغلط والخطا و سیئ الحافظہ کا خطاب دے۔

(۳) ابن عدی۔ میزان الاعتدال میں ہے۔ ثلاثتهم الضعفاء یعنی اسماعیل، حماد اور ابوحنیفہ تینوں ضعیف ہیں۔

اقول اولاً۔ ابن عدی کی جرح قابل وثوق نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے بہت سے قابل وثوق اور ثقات کو بھی اپنی کامل میں مجروح بنا دیا ہے۔ ذہبی میزان کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفیه من تکلم فیه مع ثقته وجلالته بادنی لین واقل تجریح فلولا ابن عدی وغیره من مؤلفی کتب الجرح ذکروا ذالک الشخص لما ذکرته لثقته اھ	اس کتاب (کامل) میں ان راویوں کا بھی ذکر ہے جن پر ان کی ثقاہت وجلالت کے معمولی کمزوری کی بنا پر جرح کی گئی ہے اگر ابن عدی یا دوسرے مؤلفین کتب جرح نے ان کا ذکر کیا ہوتا تو میں بھی (ان کی ثقاہت کی وجہ سے) ہرگز ان کا ذکر نہ کرتا۔

اور میزان کے اخیر میں لکھتے ہیں۔

فاصله وموضوعه فی الضعفاء وفیه خلق من	ابن عدی کی کتاب کامل کا اصل موضوع ضعفاء ہے۔ اگرچہ اس میں بہت سے

الثقات ذکرتھم للذب عنھم و لأن الکلام غیر مؤثر فیھم ضعفاء الخ

ثقات کا بھی ذکر ہے، جیسا کہ ان کا ذکر صرف اس لئے کیا ہے کہ میں ان کی طرف منسوب ضعف کو دور کر دوں یا یہ بتاؤں کہ ان کے بارے میں ضعف کی بات غیر مؤثر ہے۔

اور جعفر بن ایاس کے ترجمہ میں لکھا ہے۔

اوردہ ابن عدی فی کاملہ فاساء

ابن عدی نے اپنی کتاب کامل میں ان کا تذکرہ کرکے غلطی کی

اور حماد بن سلیمان کے ترجمہ میں تحریر ہے

تکلم فیہ للارجاء ولولا ذکر ابن عدی لہ ما ذکرتہ

ان کے بارے میں ارجاء کی وجہ سے کلام کیا ہے لیکن اگر ابن عدی نے ان کا ذکر کیا ہوتا تو میں بھی ہرگز ذکر نہ کرتا۔

اور حمید بن ہلال کے ترجمہ میں ہے۔

وھو فی کامل ابن عدی مذکور فلھذا ذکرتہ و الا فالرجل حجۃ

چونکہ ابن عدی کی کامل میں ان کا تذکرہ ہے۔ اس لئے میں نے بھی ذکر کیا ورنہ وہ حجت ہیں۔

اور اشعث بن عبد الملک کے ترجمہ میں لکھا ہے۔

قلت انما اوردتہ لذکر ابن عدی لہ فی کاملہ

میں نے ان کا ذکر اس لیے کیا کہ ابن عدی نے اپنی کتاب کامل میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

اور اسی مضمون کی بہت سی عبارتیں میزان میں موجود ہیں۔

زین الدین عراقی نے شرح الفیہ میں لکھا ہے۔

و لکن رأی ابن عدی ذکرہ

لیکن ابن عدی نے اپنی کتاب کامل میں

فی کتابہ الکامل من تکلم فیہ وان کان ثقۃ

ہر متکلم فیہ کا تذکرہ کیا ہے. اگرچہ وہ ثقہ ہو.

اور سخاوی نے فتح المغیث میں لکھا ہے.

ولکنہ توسع لذکرہ کل من تکلم فیہ وان کان ثقۃ ولذا لا یحسن ان یقال الکامل للناقصین اھ

لیکن ابن عدی نے اپنے کلام کو وسعت دے کر ہر متکلم فیہ کا تذکرہ کیا اگرچہ وہ ثقہ ہو. اسی لیے یہ کہنا درست نہیں کہ کامل میں صرف ناقصین کا تذکرہ ہے.

بلکہ ابن عدیؒ نے بہت سے رجال بخاری میں بھی کلام کیا ہے. الاول منہا ثابت ابن محمد العابد وسلیمان بن حیان و حسان بن ابراھیم وغیرھم ہیں. کما فی مقدمہ فتح الباری

پس ابن عدی جیسے متوسع کی جرح ایسے امام اعظم کے حق میں جن کو بھی شعبہ، وکیع اور علی بن المدینی وغیرہم ثقہ وصدوق اور جید الحافظ کہہ رہے ہوں کیونکر مقبول ہو سکتی ہے.

ثانیاً ابن عدی کی جرح مبہم ہے اور حسب قاعدہ اصول تعدیل مفسر کے ہوتے ہوئے جرح مبہم غیر مقبول ہے جیسا کہ امر فی مقدمتنا اس لئے یہ جرح قابل اعتبار نہیں.

(۳) امام بخاری محمد بن اسماعیل بخاری کی طرف انتساب کر کے ان کے کلام سے امام ابوحنیفہؒ کا ناقص الحافظ ہونا ثابت ہوتا ہے. انتہائی جرأت اور دلیری ہے کیونکہ امام بخاریؒ کی کوئی ایسی عبارت پیش نہیں کی جا سکتی جس سے معترضین کا دعویٰ پایہ ثبوت کو پہنچتا ہو یہ محض امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ حسد، بغض اور کینہ ہے کہ بے خوف وخطر

جو جی میں آیا کہہ دیا اس کو بجز بغض کے اور کیا کہا جائے۔

حافظ ابن عبد العزیز ابن ابی رواد نے بھی خدا داد فراست سے ٹھیک ہی فرمایا ہے جس کو ابن حجر مکی نے خیرات حسان کے ص۳۵ میں لکھا ہے۔

فقال الحافظ عبد العزیز بن	حافظ عبد العزیز ابن رواد نے فرمایا جو شخص
رواد من احب ابا حنیفة	امام ابوحنیفہ سے محبت کرتا ہے وہ
فهو سنی ومن ابغضه	سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے
فهو مبتدع وفی روایة	وہ بدعتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ
بیننا وبین الناس ابو	ہمارے اور پچھلے لوگوں کے درمیان
حنیفة فمن احبه وتولاه	میں امام ابوحنیفہ ہی ہیں جو
علمنا انه من اهل السنة	ان سے محبت رکھتا ہے وہ جانے ہمارے نزدیک
ومن ابغضه علمنا انه	اہل سنت میں سے ہے اور جو بغض رکھتا
من اهل البدعة	ہے وہ اہل بدعت میں سے ہے۔

ان بعض غیر مقلدین سیدھے سادھے عوام کو بہکانے کے لئے کہتے ہیں کہ امام بخاری رح نے اپنی کتاب الضعفاء میں لکھا ہے۔

كان مرجئا سكتوا عن	امام صاحب مرجی تھے لوگوں نے ان کی
رأيه وحديثه	رائے اور حدیث سے سکوت اختیار کیا۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں۔

اولاً۔ امام بخاری رح کی کتاب الضعفاء جو آگرہ الہ آباد سے چھپ کے شائع ہوئی ہے اس میں اس مضمون کا کوئی جملہ موجود نہیں ہے۔ نیز امام بخاری رح کی کتاب ادب المفرد۔ جزء القراءۃ اور خلق العباد میں بھی یہ عبارت نہیں ہے۔ بر تقدیر ثبوت اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رح

کو امام ابو حنیفہؒ سے سخت منافرت مذہبی تھی جیسا کہ امام بخاریؒ کی تصنیفات سے ظاہر ہے۔ لہٰذا یہ جرح بوجہ منافرت مذہبی کے قابل وثوق نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ذہبی، ابن حجر اور وصی الدین خزرجی وغیرہم نے اس جرح کی کچھ بھی وقعت نہیں کی اور بے بنیاد سمجھ کر ذکر تک نہیں کیا ہے۔

ثانیاً۔ کان مرجیاً سے کیا مراد ہے۔ اگر مرجئہ مذمومہ مراد ہے تو سراسر غلط ہے اس لئے کہ فقہ اکبر میں خود امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے۔

لا نقول حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول من عمل صالحاً بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسدة ولم يبطلها حتى يخرج من الدنيا مومناً فان الله تعالى لا يضيعها بل يقبلها منه ويثيبه عليها الخ

ہم مرجیہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ یقیناً ہماری نیکیاں مقبول اور گناہ معاف ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص تمام شرائط کے ساتھ نیک عمل کرے گا بشرطیکہ ان کو فاسد و باطل کرنے والا کوئی کام نہ کرے یہاں تک کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو ضائع نہیں فرمائے گا بلکہ قبول فرما کر اس پر اجر دے گا۔

اور خیرات الحسان ص ۳۲ پر ہے۔

قال شارح المواقف كان غسان المرجئ يحكى ماذهب اليه من الارجاء

شارح مواقف نے فرمایا کہ غسان مرجی اپنی بیان کرتا تھا جس سے امام صاحبؒ کا مرجی ہونا

عن ابي حنيفة رح ويعده من المرجئة وهو افتراء عليه قصد به غسان ترويج مذهبه بنسبته الى هذا الامام الجليل الشهير

ظاہر ہو۔ اور وہ امام صاحبؒ کو ارجاء مرجیہ سے شمار کرتا تھا۔ غسان نے قصداً امام صاحبؒ پر یہ بہتان لگایا۔ وہ اس جلیل القدر امام کی طرف اپنے مذہب کو منسوب کرکے اپنے مذہب کی اشاعت کا کوشاں تھا۔

وقال الشهرستاني في الملل والنحل ومن العجب ان الغساني كان يحكي عن ابي حنيفة مثل مذهبه ويعده من المرجئة ولعله كذب عليه

شہرستانیؒ نے ملل و نحل میں فرمایا ہے تعجب ہے کہ غسانی امام صاحب کی طرف اپنے مسلک مرجیہ کی نسبت منسوب کرتا تھا اور ان کو مرجیہ کہتا تھا۔ یہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔

اور اگر مرجیہ سے مرجیہ مرحومہ مراد ہے تو تمام اہل سنت و جماعت اس میں داخل ہیں۔ تمہید ابو شکور سالمی میں ہے۔

ثم المرجئة على نوعين مرجئة مرحومة وهم اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ومرجئة ملعونة وهم الذين يقولون بان المعصية لا تضر ولا يعاقب

پھر مرجیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مرجیہ مرحومہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (۲) مرجیہ ملعونہ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ گناہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا نہ اس پر عذاب کیا جائیگا۔

وروى عن عثمان بن ابي ليلى
انه كتب الى ابي حنيفة رح
وقال انتم مرجئة فاجابه
بان المرجئة على ضربين
مرجئة ملعونة وانا بريء
منهم ومرجئة مرحومة و
انا منهم وكتب فيه بان
الانبياء كانوا كذالك الا
ترى الى قول عيسى عليه السلام
قال ان تعذبهم فانهم
عبادك وان تغفر لهم
فانك انت العزيز الحكيم

عثمان بن ابی لیلیٰ نے ایک مرتبہ امام صاحبؒ
کو خط لکھا تھا کہ آپ لوگ مرجی ہیں:
امام صاحبؒ نے جواب دیا کہ مرجیہ کی
دو قسمیں ہیں (۱) مرجیہ ملعونہ میں ان سے
بالکل بری اور بیزار ہوں۔ (۲)
مرجیہ مرحومہ یعنی میں ان میں سے شامل
ہوں بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
بھی ایسے ہی تھے کیا حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کا یہ قول تم کو معلوم نہیں۔
اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ
تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت
فرمائے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ بخاریؒ کا یہ قول کہ ان کی حدیث اور رائے کو
لوگوں نے چھوڑ دیا محض غلط اور سراسر غلط ہے۔

ثالثاً۔ عقود الجواہر المنیفہ صؒ میں حافظ موصلی کی کتاب الضعفا
سے منقول ہے۔

قال یحیی بن معین ما رأیت
احدا اقدمه علی وکیع وکان
یفتی برأی ابی حنیفة رح و
کان یحفظ حدیثه کله
وکان قد سمع عن ابی حنیفة

یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو
نہیں پایا کہ اس کو وکیعؒ پر مقدم کیا گیا
ہو اور وہ امام صاحبؒ کے قول پر
فتویٰ دیتے تھے اور ان کی تمام احادیث
کو حفظ کرتے تھے۔ انھوں نے امام

حدیثا کثیرا

ابوحنیفہ سے بہت حدیثیں سنیں۔

اور مناقب کردری صـ۱ میں ہے۔

سعید بن یحیی الحمیری الواسطی احد ائمۃ واسط واحد حفاظہا روی عنہ (ای ابی حنیفۃ) واخذ منہ وکان یقول ہو سید ہذہ الامۃ

سعید بن یحیی حمیری واسطی، واسط کے ایک امام اور حافظ حدیث تھے انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے اور ان سے علم حاصل کیا ہے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ سید الامت ہیں۔

وایضا منہ صـ۹۱ عبد اللہ بن یزید المقری المکی سمع من الامام تسع مائۃ حدیث

اور مناقب ہی کے صـ۹۱ میں ہے کہ عبداللہ بن یزید المقری مکی نے امام صاحب سے نو سو حدیثیں سنیں۔

اور خیرات الحسان صـ۳۳ میں ہے۔

قال ابن المبارک کان افقہ الناس وما رأیت افقہ منہ وعنہ ان احتیج للرأی فرأی مالک وسفیان و ابی حنیفۃ وہو افقہم و احسنہم وادقہم و اغوصہم علی الفقہ اھ

ابن مبارک نے فرمایا کہ امام صاحب سب سے بڑے فقیہ تھے۔ ان سے بڑا فقیہ میں نے کوئی نہیں دیکھا، نیز فرمایا اگر رائے کی ضرورت پڑے تو امام مالک سفیان اور امام ابوحنیفہ کی رائے زیادہ قابل عمل ہے۔ اور امام ابوحنیفہ ان سب سے بڑے عالم اور فقہ میں سب سے بہتر دقیق اور عمیق ہیں۔

وقال ابو یوسف الثوری اکثر ما تبعنا لابی حنیفة منی

ابو یوسف ثوری فرماتے ہیں میں اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ کی اتباع کرتا ہوں۔

وقال یحیی بن سعید القطان ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفة ومن اجل کان یذھب فی الفتوی الی قولہ

یحیی ابن سعید قطان فرماتے ہیں ہم نے امام ابوحنیفہ سے بہتر کسی کی رائے نہیں سنی۔ اسی لئے ان کے قول پر فتوی دیتے تھے۔

وقال ابن المبارک رأیت مسعرا فی حلقة ابی حنیفة یسألہ ویستفید منہ

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں میں نے مسعر کو امام صاحبؒ کے حلقہ درس میں سوال اور استفادہ کرتے دیکھا۔

خیرات الحسان ص۲۲ میں ہے ابن حجر تحریر فرماتے ہیں۔

الفصل الثانی فی ذکر الآخذین عنہ الحدیث والفقہ قیل استیعابہم متعذر لا یمکن ضبطہ

دوسری فصل امام صاحبؒ سے حدیث و فقہ حاصل کرنے والوں کے بیان میں کہا گیا ہے کہ ان کا شمار اتنا مشکل ہے کہ احاطہ ناممکن ہے۔

ومن ثم قال بعض الائمة لم یظہر لاحد من ائمة الاسلام المشہورین مثل ما ظہر من الاصحاب والتلامذة

اسی وجہ سے بعض ائمہ کا قول ہے کہ ائمہ اسلام میں امام ابوحنیفہؒ کے برابر کسی کے شاگرد نہیں ہوئے۔

ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے۔ وکیع، ابن یحیی الواسطی،

ابن مبارک، سفیان ثوری، مسعر ابن کدام، یحییٰ بن سعید القطان
وغیرہم کس زور سے آپ کے فقہ اور رائے کی تعریف و توصیف
کر رہے ہیں اور آپ سے ہزاروں نے حدیث و فقہ حاصل کیا ہے
بلکہ آپ کی برکت سے ہزاروں امام مقبول خلائق ہو گئے ہیں۔

کما فی مناقب کردری و مناقب موفق لابن احمد المکی

باوجود اس کے امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ سکتوا عن رایہ
وحدیثہ۔ بتلایئے اس کو منافرت مذہبی پر اگر محمول نہ کیا جائے تو
اور کیا کہا جائے۔

سابعاً۔ اگر امام بخاریؒ کے نزدیک ارجاء کی وجہ سے راوی
قابل ترک ہو جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح
بخاری میں فرقہ باطلہ یعنی مرجیہ، ناصبیہ، خارجیہ، شیعہ اور جہمیہ،
قدریہ اور امام ابوحنیفہ وغیرہم سے روایت کی۔ چنانچہ حافظ ابن حجر
عسقلانی مقدمہ فتح الباری میں اس کی تفصیل مع نام لکھی ہے۔ ہم اس
موقع پر ان چار فرق باطلہ کی مجموعی تعداد الگ الگ بتلاتے ہیں جو صحیح
بخاری کے راوی ہیں۔ مرجیہ ۱۳، شیعہ ۲، قدریہ ۲۸، اور ناصبیہ
غور فرمایئے کیا غیر مقلدین کے خیال کے موجب صحیح بخاری اضعف
الکتب ثابت نہیں ہوئی۔

جب بخاری کے رواۃ کا ذکر آگیا تو مناسب ہوگا کہ بخاری کے چند
رواۃ کا حال ذکر کر دیا جائے۔ دیا جاتی ہے کہ صحیح بخاری ایسی بے نظیر
کتاب ہے کہ کتب حدیث میں اصح الکتب مانی گئی ہے اور اس پر دنیا
کا اتفاق ہے۔ اور واقعی حضرت امام بخاریؒ نے بڑا التزام کیا ہے۔

ان کی سعی اور عرق ریزی قابل قدر اور ان کی مقبولیت قابل آفرین و ستائش ہے۔

جعل اللّٰہ سعیہ مشکورا	اللہ ان کی کوشش قبول فرمائے

مگر اس میں بھی بہت سے ایسے رجال ہیں جن پر ہر قسم کی جرحیں ہوتی ہیں۔ حتی کہ کذاب۔ (بہت جھوٹا)

یکذب الحدیث	حدیث کے سلسلہ میں جھوٹ بولتا ہے
یسرق الحدیث	حدیث چراتا ہے
یضع الحدیث	حدیث گھڑتا ہے

جو امام مذکور کی جرح ہے وہ بھی منقول ہے۔ چنانچہ بخاری کے مجروح راویوں کے نام بمع الفاظ جرح مقدمہ فتح الباری اور میزان الاعتدال میں ملاحظہ کئے جائیں جن کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔

باوجود ان جرحوں کے امام بخاریؒ نے ان مجروح راویوں کو قابل ترک نہیں سمجھا اور نہ ان کی روایت چھوڑی بلکہ احتجاجاً یا استشہاداً ان کی روایت اپنی کتاب اصح الکتب میں داخل کر دی اور اس کے باوجود دوسرے محدثین نے بخاری کے اصح الکتب ہونے سے انکار نہیں کیا۔ پھر کون سی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ پر بقاعدہ اصول کوئی جرح بھی عائد نہیں ہوتی پھر بھی امام بخاریؒ نے ان کی کوئی روایت نقل نہیں کی۔ بجز منافرت مذہبی کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ پس جبکہ منافرت مذہبی بین دلیل سے ثابت ہے تو امام بخاری کی جرح امام ابو حنیفہؒ کے حق میں کیا موثر ہو سکتی ہے۔

خامساً۔ بخاری جس کو مجروح سمجھیں اگر اس کی روایت قابل ترک ہے

تو صد ہا راوی مسلم و نسائی و ترمذی اور ابوداؤد وغیرہا کے جن سے بخاری نے روایت نہیں کی ہے بلکہ ان کو مجروح کہا ہے، اس قاعدہ سے قابل ترک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ محدثین نے ان کو قابل ترک نہیں سمجھا ہے پس امام ابو حنیفہؒ امام بخاریؒ کی جرح کی وجہ سے کیوں مجروح ہو جائیں گے۔

امام بخاریؒ نے تو کتاب الضعفاء میں حضرت اویس قرنی کو

فی اسنادہ نظر — ان کی سند میں نظر ہے

کہدیا ہے۔ اور بخاریؒ کی اصطلاح میں یہ سخت جرح ہے۔ حالانکہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت وخیریت صحیح احادیث میں موجود ہے پس ایسی جرح سے حضرت اویس قرنیؒ ہرگز مجروح نہیں ہو سکتے۔

ساتواں جواب: اگر امام بخاریؒ کو اپنی جرح پر وثوق اور اعتماد ہوتا تو جن راویوں پر خود جرح کرتے ہیں، ان سے روایت نہ کرتے حالانکہ صحیح بخاری میں متعدد راوی ایسے بھی ہیں کہ ان کو بخاریؒ نے مجروح قرار دیا ہے اور خود ان سے روایت بھی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ان راویوں کے نام جن سے بخاریؒ نے روایت کی ہے اور خود ان پر جرح بھی کی ہے۔

(۱) اسید بن زید الجمال قال الذہبی فی المیزان والعجب ان البخاری اخرج لہ فی صحیحہ وذکرہ فی کتاب الضعفاء۔	علامہ ذہبی نے میزان میں فرمایا کہ تعجب ہے امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں اسید بن زید سے روایت بھی بیان کی ہے اور کتاب الضعفاء میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔
(۲) ایوب بن عائذ قال البخاری فی کتاب الضعفاء کان یری	ایوب بن عائذ کے لئے بخاریؒ نے کتاب الضعفاء میں لکھا ہے وہ ارجاء کو

الا رجاء وهو صدوق	پسند کرتے تھے والا کو وہ سچے تھے
(۳) ثابت بن محمد قال الذهبي مع كون البخاري حدث عنه في صحيحه ذكره في الضعفاء	ذہبی نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ بخاری نے ثابت بن محمد سے روایت کی ہے ان کو ضعیفوں میں شمار کیا ہے۔
(۴) زهير بن محمد قال البخاري في كتاب الضعفاء روى عنه اهل الشام مناكير	زہیر بن محمد کے لئے بخاری رح نے کتاب الضعفاء میں فرمایا کہ ان سے اہل شام نے منکرات کو روایت کیا ہے۔
(۵) زياد بن الربيع قال البخاري في اسناد حديثه نظر كذا في الميزان	زیاد بن ربیع کے لئے بخاری رح نے فرمایا کہ ان کی حدیث کی سند میں نظر ہے جیسا کہ میزان میں ہے
(۶) عطاء بن ميمونة. قال البخاري في كتاب الضعفاء كان يرى القدر وفي مقدمة فتح الباري وغير واحد كان يرى القدر كالحسن بن ذكوان قال الذهبي اتهم بالقدر وله حديث منكر ادخله من اجله البخاري في كتاب الضعفاء	امام بخاری رح نے کتاب الضعفاء میں فرمایا کہ عطا بن میمونہ قدر کی طرف مائل تھے اور فتح الباری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ بہت سے راوی قدر کی طرف مائل تھے جیسے حسن بن ذکوان. ذہبی نے فرمایا کہ ان پر قدر کی تہمت لگائی گئی اور ان کے پاس منکر حدیث ہے۔ جس کے سبب امام بخاری نے ان کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا۔

ذرا انصاف ملاحظہ فرمایئے اگر امام بخاری رح کو اپنی جرح پر وثوق تھا تو ان مجروحین سے کیوں روایت کی. جب بخاری کو اپنی جرح پر خود وثوق نہیں تو جائے تعجب ہے کہ مقلدین بخاری کو ان کی جرح پر کیسے وثوق ہو گیا کہ

حضرت امام ابوحنیفہؒ کو ضعیف الحدیث کہنے لگے۔

سابعاً: اگر معترض کے نزدیک بخاریؒ کی جرح باوجود غیر صحیح اور خلاف اصول ہونے کے امام ابوحنیفہؒ کے حق میں موثر ہے تو معترض کے نزدیک بخاری کیوں نہ مجروح اور قابل ترک ہوں گے۔ کیا بخاری پر ائمہ حدیث سے جرحیں منقول نہیں ہیں۔ ہاں ضرور منقول ہیں۔

بطور تمثیل چند جرحیں ملاحظہ فرمایئے۔

اوّل: بخاریؒ کے استاد امام ذہلی نے بخاری پر سخت جرح کی ہے۔ طبقات شافعیہ ج۲ میں ہے۔

قال الذهلي الا من يختلف الى مجلسه (اي البخاري) فلا يأتينا فانهم كتبوا الينا من بغداد انه تكلم في اللفظ ونهيناه فلم ينته فلا تقربوه

امام ذہلی نے فرمایا جو بخاری کی مجلس میں جاتا ہے وہ ہمارے پاس نہ آئے کیونکہ بغداد سے ہمیں لوگوں نے لکھا ہے کہ بخاری الفاظ قرآن کے سلسلہ میں کلام کرتے ہیں اور ہم نے ان کو اس سے منع کیا مگر وہ باز نہیں آئے۔ لہٰذا ان کے پاس نہ جاؤ۔

خیال فرمایئے ذہلی نے لوگوں کو امام بخاری کے نزدیک جانے سے منع کر دیا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ بھی لکھ دیا۔

"من زعم ان لفظي بالقرآن مخلوق فهو مبتدع لا يجالس ولا يكلم"

طبقات ج۲

جو یہ کہے کہ میرے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ قرآن مخلوق ہیں تو وہ بدعتی ہے۔ نہ اس کے پاس بیٹھا جائے اور نہ اس سے بات کی جائے۔

ذہبیؒ کے اس کلام کا لوگوں پر ایسا اثر ہوا کہ لوگوں نے بخاریؒ سے ملنا چھوڑ دیا۔ تاریخ ابن خلکان ص۴۵۳ میں ہے۔

فلما وقع بين محمد بن يحيى والبخاري ما وقع في مسئلة اللفظ ونادى عليه ومنع الناس من الاختلاف اليه حتى هجر وخرج من نيشاپور في تلك المحنة وقطعه اكثر الناس غير مسلم.

جب محمد بن یحییٰ اور امام بخاریؒ کے درمیان الفاظ قرآن کے مسئلہ میں اختلاف ہوا تو انہوں نے لوگوں کو ان کے پاس (بخاری کے پاس) جانے سے روک دیا۔ یہاں تک کہ اس آزمائش کے وقت میں امام بخاری کو نیشاپور سے ہجرت کرنا پڑی اور امام مسلم کے علاوہ اکثر محدثین نے ان سے قطع تعلق کر لیا۔

دوم: امام مسلمؒ نے باوجود اس رفاقت کے بخاری سے اپنی صحیح مسلم میں ایک حدیث بھی نہیں روایت کی بلکہ حدیث معنعن کی بحث میں

بعض منتحلی الحدیث من عصرنا.

کے لفظ سے بخاری کو یاد کیا ہے۔ اور بہت درشت اور ملائم الفاظ کہہ گئے۔ دیکھو مسلم ص۲۱

سوم: ابوزرعہ اور ابوحاتم نے بخاریؒ کو چھوڑ دیا۔ طبقات شافعیہ ص۹ میں ہے۔

ترک روایة البخاری ابوزرعة وابوحاتم من اجل مسئلة اللفظ

ابوزرعہ اور ابوحاتم نے الفاظ قرآن کے اختلاف کی وجہ سے بخاریؒ کو چھوڑ دیا

اور میزان الاعتدال میں ہے۔

كما امتنع ابو زرعة وابو حاتم من رواية عن تلميذه (اي ابن المديني) محمد (اي البخاري) لاجل مسئلة اللفظ

جیسا ابو زرعہ اور ابو حاتم ان (علی بن المدینی) کے شاگرد (امام بخاری) سے الفاظ قرآن کے اختلاف کی بنا پر روایت کرنا ترک کر دیا۔

وقال عبد الرحمن بن ابي حاتم كان ابو زرعة ترك الرواية عنه من اجل ما كان منه في تلك المحنة"

عبدالرحمن بن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ اسی آزمائش کی بنا پر ابو زرعہ نے امام بخاریؒ سے روایت کرنا ترک کر دیا۔

چہارم: ابن مندہ نے بخاریؒ کو مدلسین میں شمار کیا ہے۔
شرح مختصر جرجانی ص ۲۱۵ میں ہے۔

عدّه ابن منده في رسالة شروط الائمة من المدلسين حيث قال اخرج البخاري في كتبه قال لنا فلان وهي اجازة وقال فلان وهي تدليس

ابن مندہ نے بخاری کو اپنے رسالہ شروط الائمہ میں مدلسین میں شمار کیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ بخاریؒ نے اپنی کتابوں میں اس طرح روایتیں بیان کی ہیں کہ ہم سے فلاں نے کہا، یہ اجازت ہے اور فلاں نے کہا، "یہ تدلیس ہے"

ظاہر ہے کہ تدلیس سوء حفظ سے بڑھ کر عیب ہے کیونکہ یہ فعل اختیاری ہے اس میں مغالطہ و فریب ہے اسی لئے کسی نے کہا ہے کہ التدليس حرام عند الائمة (مقدمہ اصول لشیخ المحدث الدهلوی علی المشکوٰۃ ص ۳)
تدلیس ائمہ کے نزدیک حرام ہے۔
غور فرمایئے بخاریؒ نے ذہلیؒ سے تقریباً ۳۰ حدیثیں روایت کی ہیں۔

مگر جس نام سے وہ مشہور تھے کہیں نہیں ذکر کیا کیونکہ بخاری و ذہلی میں سخت خشونت و منافرت تھی۔ تاریخ ابن خلکان ص۳۳۳ میں ہے۔

وروی (ای البخاری) عنه (ای الذهلی) مقدار ثلثین موضعا ولم یصرح باسمه فیقول حدثنا محمد بن یحیی الذهلی بل یقول حدثنا محمد ولا یزید علیه ویقول محمد بن عبد الله ینسبه الی جده وینسبه ایضا الی جد ابیه

امام بخاریؒ نے امام ذہلی سے تیس مقامات پر روایات بیان کی ہیں اور کہیں بھی ان کا نام نہیں لیا کہ یوں کہتے ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا بلکہ صرف اس طرح کہتے ہیں کہ ہم سے محمد نے حدیث بیان کی۔ کبھی کہیں محمد بن عبد اللہ ان کے دادا کی جانب منسوب کر کے کہتے ہیں اور بعض جگہ پردادا کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔

پنجم: دارقطنی اور حاکم نے کہا ہے کہ اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل سے بخاری کا حدیث روایت کرنا معیوب سمجھا گیا ہے۔

مقدمہ فتح الباری ص۳۹۱ میں ہے۔

قال الدارقطنی والحاکم عیب علی البخاری اخراج حدیثه

دارقطنی اور حاکم نے فرمایا کہ روایت حدیث میں بخاریؒ پر الزام لگایا گیا ہے۔

دارقطنی اور حاکم کا مطلب یہ ہے کہ اسحاق بن محمد کو بخاری نے ثقہ خیال کر لیا حالانکہ وہ ضعیف ہیں، ثقہ اور ضعیف میں امتیاز نہ کر سکے۔ اور اسمٰعیل نے بخاری کے اس فعل پر تعجب کیا ہے کہ ابو صالح جہنی کی منقطع روایت کو صحیح سمجھتے ہیں اور متصل کو ضعیف۔ مقدمہ فتح الباری ص۳۹۲ میں ہے۔

وقد عاب ذالک الاسمٰعیلی

اسمٰعیلؒ نے بخاریؒ پر اس کا الزام لگایا

على البخاري فهو عجب منه، كيف يحتج بأحاديث حيث يضعفها

اور تعجب کی کہ امام بخاری کی احادیث سے کیونکر استدلال کرتے ہیں جبکہ وہ

فقال هذا العجب يحتج به إذا كان منقطعا ولا يحتج به إذا كان متصلا

فرمایا یہ اور زیادہ عجیب بات ہے کہ حدیث منقطع کو قابل حجت اور متصل کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

ششم: ذہبی نے بخاری کے بعض امور پر استعجاب ظاہر کیا ہے۔ اسید بن زید الجمال کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

والعجب ان البخاری اخرج له وذکرہ فی کتاب الضعفاء

تعجب ہے کہ بخاری اس سے روایت بھی کرتے ہیں اور اس کو ضعیف بھی کہتے ہیں۔

جو کسی راوی کو خود ضعیف بتلاوے اور پھر اصح الکتب میں اس سے روایت بھی کرے۔ غور کرو اس سے قائل کے حافظہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ معترضین ذرا انصاف کریں کہ اگر امام ابوحنیفہؒ امام بخاریؒ کی جرح کی وجہ سے ضعیف ہیں تو بخاری ابن مندہ اور ذہبی وغیرہ کی جرح کے سبب سے کیوں مجروح نہ ہوں گے۔

ہفتم: حسب قاعدہ معترضین جب بخاری خود مجروح ثابت ہوئے تو مجروح کی جرح امام ابوحنیفہؒ پر کیا اثر ڈال سکتی ہے افسوس ہے کہ غیر مقلدین محض حسد سے امام ابوحنیفہ پر حملہ کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ہم اپنا گھر ڈھاتے ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ ضعیف کہے جائیں گے تو دنیا کے تمام محدثین ضعیف اور متروک الحدیث ہو جائیں گے۔ برائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹوالا کون سی دانشمندی ہے۔

تنبیہ: واضح ہو کہ محض اسکات خصم کے لئے یہ جرحیں نقل کی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے اپنی کتاب تحفہ میں بمقابلہ شیعہ الزامی پہلو اختیار فرمایا ہے ورنہ صداقت کے ساتھ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام بخاریؒ دونوں ثقہ، صدوق، عادل، ضابط، جید الحافظہ، عابد، زاہد اور عارف تھے۔ کوئی ان میں مجروح نہیں اور کسی کی حدیث قابل ترک نہیں جن احوال سے امام بخاریؒ کی جرحیں موضوع ہیں انہیں احوال سے امام ابو حنیفہؒ کی جرحیں مدفوع اور ساقط الاعتبار ہیں۔

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا
انک رؤف الرحیم۔

(۵) دارقطنی اپنی سنن صہ ۱۲۳ میں لکھتے ہیں۔

لم یسندہ عن ابن ابی عائشہ	ابن ابی عائشہ سے سوائے ابو حنیفہؒ
غیر ابی حنیفۃ والحسن بن	اور حسن بن عمارہ کے کسی نے روایت
عمارۃ وھما ضعیفان	نہیں کی اور وہ دونوں ضعیف ہیں۔

اقول اولاً: یہ جرح مبہم ہے اور تعدیل مفسر کے ہوتے ہوئے جرح مقبول نہیں۔ کما مر مرارا۔

ثانیاً: دارقطنی شافعی المذہب ہیں، بوجہ منافرت مذہبی کے ان سے یہ جرح صادر ہوئی۔ عینی نے عمدۃ القاری صہ ۲۹ میں تحریر فرمایا ہے۔

لو تادب دارقطنی واستحیی	اگر دارقطنی ادب و حیا سے کام

لما تلفظ عنده اللفظة في حق
ابي حنيفة فانه امام طبق
علمه المشرق والمغرب

یہ تو امام اعظمؒ کے بارے میں اس قسم
کے الفاظ منہ سے نکالے کیونکہ ان کی
امامت اور ان کا علم دنیا میں مسلم ہے۔

اس کے بعد عینی نے یحییٰ بن معین و شعبہ و عبداللہ بن المبارک
و سفیان بن عیینہ و سفیان ثوری و حماد بن زید و عبدالرزاق و وکیع
و مالک و شافعی اور احمد سے امام ابوحنیفہ کی توثیق اور مناقب ذکر
کر کے لکھا ہے:

وقد ظهر من هذا تحامل
الدارقطني عليه وتعصبه
الفاسد وليس له بالنسبة
الى هؤلاء حتى يتكلم في امام
متقدم على هؤلاء في الدين و
التقوى والعلم وبتضعيفه
اياه هو يستحق التضعيف
افلا يرضى بسكوت اصحابه
عنه وقد روى في سننه
احاديث سقيمة ومعلولة
ومنكرة وغريبة وموضوعة
وقد روى ضعيفة في كتاب
الجهر بالبسملة واحتج بها
مع علمه بذلك حتى ان

اور اس سے دارقطنی کا امام صاحب پر ظلم
اور بے بنیاد تعصب ظاہر ہو گیا، دارقطنی
کی ان حضرات کے سامنے کوئی حیثیت نہیں
کہ وہ ایسے امام پر کلام کرتے ہیں جو دین،
تقویٰ اور علم میں ان سب پر مقدم ہیں اور
وہ ایسے امام کو ضعیف کہتے ہیں، حالانکہ وہ
خود اس کے مستحق ہیں۔
کیا وہ امام صاحب کی بابت اپنے اصحاب
کے سکوت پر راضی نہیں، حالانکہ خود انہوں
نے اپنی سنن میں ضعیف، معلول، منکر،
غریب اور موضوع احادیث بیان کی ہیں
اور انہوں نے
جہر بسم اللہ کے سلسلہ میں ایک ضعیف
روایت بیان کی اور ضعف کا علم ہونے کے

بعضهم يعمل بالسنة و نصره على ذالك — باوجود اس سے استدلال کیا یہاں تک کہ

فقال ليس فيه حديث — بعض حضرات نے ان سے طلب یا تو خود کہا

صحيح۔ — کہ اس میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے

اور دارقطنی دارقطنی نے بہت سے ثقہ کو ضعیف اور ضعیف کو ثقہ کہہ دیا ہے۔

سنن دارقطنی ص۱۳ میں ہے۔

ان عمر بن الخطاب كان يسخن — حضرت عمر بن الخطابؓ کے لئے برتن میں

له ماء في قمقمة و يغتسل به — پانی گرم کیا جاتا تھا اور وہ اس سے غسل

قال اسناده صحيح — کیا کرتے تھے۔

اس کی سند کو صحیح لکھ دیا حالانکہ اس کی سند میں علی بن غراب اور ہشام بن سعد واقع ہیں جو مجروح ہیں۔ (الجواہر النقی ص۳)

ثالثاً۔ دارقطنی نے امام بخاری پر بھی عیب لگا دیا ہے۔ اسحٰق بن محمد جو بخاری ابوداؤد اور نسائی کے معتبر راوی ہیں ان کی روایت کی وجہ سے کہہ دیا ہے۔ عیب علی البخاری مقدمہ فتح الباری ص۴۲۳ دارقطنی کے بیان سے تو بخاری بھی معیوب ٹھہرے۔ پس جس طرح اسحٰق بن محمد کے باب میں دارقطنی کا کلام غلط سمجھا جاتا ہے امام ابوحنیفہ کے باب میں بھی غلط سمجھنا چاہئے۔

رابعاً۔ دارقطنی نے سنن نسائی کو صحیح کہا ہے۔

(فتح المغیث ص۲۳ و زہر الربی ص۳)

اور پہلے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نسائی کے راوی ہیں پس دارقطنی کے دونوں کلاموں میں تعارض ہے۔

(٦) بیہقی معرفۃ السنن والآثار میں لکھتے ہیں:-

وتفرد بمتابعتھما علیہ من	اس حدیث میں ان دونوں کی متابعت
ھو اضعف منھما	صرف اس شخص نے کی ہے جو ان دونوں سے
	زیادہ ضعیف ہے

اقول اولاً۔ یہ جرح مبہم ہے۔ خلاف قاعدہ اصول غیر مقبول۔ کما مر۔

ثانیاً۔ بیہقی کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کیوں ضعیف ہیں۔ اگر حدیث

من کان لہ امام ...	جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی
	قرات اس کے لئے کافی ہے۔

مرفوع روایت کرنے کی وجہ سے ضعیف ہیں تو محض غلط ہے کیونکہ اس حدیث کو فقط امام صاحبؒ نے مرفوعاً نہیں بیان کیا بلکہ دوسرے ثقات جیسے سفیان ثوری اور شریک نے بھی باسند صحیح مرفوعاً روایت کیا ہے کما سیاتی تفصیلہ فی موضعہ۔

اور اگر کوئی دوسری وجہ ہو تو امام بیہقی کے مقلد اس کو بیان کریں اور بیہقی کی کتاب میں اس کی تصریح دکھا دیں۔

ثالثاً۔ بیہقی متاخرین میں سے ہیں۔ شافعی المذہب اور شافعی کے دلائل کے جوشندہ ہیں۔ لسان المحدثین ص... میں ہے۔

در تصانیف خود نصرت مذہب او	علامہ بیہقی نے اپنی تصانیف میں مذہب
نمودہ وبتائید و نصرت او رواج	شافعی کی تائید فرمائی ہے اور اس کی تائید
این مذہب رو بالا گشتہ وکذا	نصرت سے اس مذہب کو رواج ہو بالا